

نکائے خلاف

45

تبلیغی اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظماً

مسلسل اشاعت کا
31 وال سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

26 ربیع الثانی 1444ھ / 22 نومبر 2022ء

اسلامی قانون کی اکتسابی تحدید

انسان کلیہ آزاد نہیں۔ وہ کائنات کے حاکم اعلیٰ کے ماتحت ہے۔ اس کے ہاتھ میں جس قدر معاشی اور غیر معاشی نعمتیں ہیں وہ اسی حاکم اعلیٰ کی امانت ہے اور اسی کے حکم کے تحت حاصل کی جائیں گی اور اسی کے حکم کے تحت صرف ہوں گی۔ اس لیے اس نے اکتساب مال کے حوالے سے جو پابندی لگائی ہے تاکہ سرمایہ دارانہ مفاسد پیدا نہ ہوں وہ یہ ہے کہ مال حلال ذریعہ سے حاصل کیا جائے نہ کہ حرام ذریعہ سے، تاکہ سرمایہ دارانہ طغیان اور سرکشی پیدا نہ ہو۔ اس لیے اس نے «وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَ كُمْ بَيْنَ كُمْ بِالْبَاطِلِ» (آل بقرہ: 188) یعنی ”تم ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ“ کہہ کر باطل کمائی کے تمام دروازے بند کیے، خواہ استعمال ہو، استھصال باجبر ہو، رشوت و سود ہو، ظلم، خیانت، چوری ہو۔

یہ قانون اسلامی کی اکتسابی تحدید ہے۔ مجموعہ دولت چونکہ مجموعہ افراد انسانی کا ذریعہ معاش ہے، لہذا اگر ایک انسانی طبقہ ناجائز ذرائع سے مال بڑھائے گا تو دوسرے طبقے میں اسی تناسب سے مال کی کمی پیدا ہوگی۔ کیونکہ ناجائز ذرائع کا استعمال دو انسانوں کے درمیان ہے، انسان اور غیر انسان کے درمیان نہیں۔ جب ایک طبقہ کے پاس ناجائز دروازے

سے مال آئے گا تو جس انسان کے ساتھ اس نے ناجائز معاملہ کیا، اس کے پاس مال کی کمی پیدا ہوگی اور معاشی توازن بگڑ جائے گا۔

اس شمارے میں

کیا نظام اباظل میں اطاعت رسول
ممکن ہے؟ (3)

عہد اور امانت کی پاسداری

محوریاں.....

پوسٹ کا لوئیل ازم اور طبقاتی نظام

خواجہ سرا سے ٹرانسجینڈر ایکٹ اور
جوائے لینڈ تک

عمران خان پر قاتلانہ جملہ اور.....

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا



آیات: ۱۱۸ تا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ الشُّعْرَاءَ

فَاقْتَحَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتَحَوَّلَنِي وَمَنْ مَعَيْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَانْجِيْنِي وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَسْحُوْنِ ۝ شَمَّا أَغْرَقْنَا بَعْدَ الْبَيْقَيْنِ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِيْلَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

آیت: ۱۱۸ «فَاقْتَحَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتَحَوَّلَ» ”تواب دلوک فیصلہ فرمادے میرے اور ان کے مابین“ یعنی ایسا کھلا فیصلہ جس کے بعد حق کے احراق اور باطل کے ابطال میں کوئی شک یا ابہام نہ رہ جائے۔

﴿وَنَجِيْنِي وَمَنْ مَعَيْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ ”اور نجات دے دے مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اہل ایمان میں سے۔“

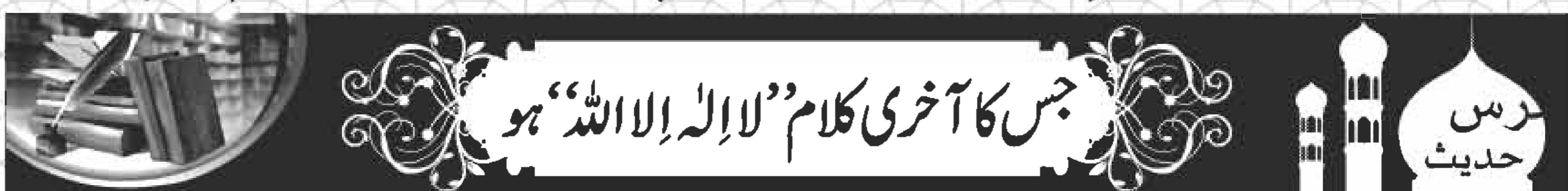
آیت: ۱۱۹ «فَانْجِيْنِي وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَسْحُوْنِ ۝» ”تو ہم نے نجات دے دی اُس کو بھی اور ان کو بھی جو اس کے ساتھ تھے ایک بھری کشتی میں۔“

یہ کشتی پوری طرح بھری ہوئی تھی، کیونکہ اس میں انسانوں (مؤمنین) کے علاوہ ہر قسم کے حیوانات کے ایک ایک جوڑے کے بھی سوار کر لیا گیا تھا تاکہ ان کی نسل کو محفوظ رکھا جاسکے۔

آیت: ۱۲۰ «شَمَّا أَغْرَقْنَا بَعْدَ الْبَيْقَيْنِ ۝» ”پھر ہم نے اس کے بعد باقی سب کو غرق کر دیا۔“

آیت: ۱۲۱ «إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِيْلَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝» ”یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔“

آیت: ۱۲۲ «وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝» ”اور یقیناً آپ کارب بہت زبردست نہایت رحم والا ہے۔“



عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَانَ أَخْرُجَ كَلَامَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (ابوداؤد)

حضرت معاذ بن جبل رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کا آخری کلام لا إله إلا الله ہو گا وہ شخص جنت میں داخل ہو گا۔“

تشریح: مرتب وقت کلمہ کی توفیق اللہ تعالیٰ کی رضا اور بندے کے نیک اعمال کی وجہ سے ممکن ہے۔ اگر آدمی پاکیزہ اور نیک اعمال سے بھر پور زندگی گزارے گا تو امید ہے کہ مرتب وقت کلمہ نصیب ہو گا۔ اگر آدمی گناہ کی زندگی گزارے گا تو موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہو گا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ قریب المرگ بندے کے پاس لا إله إلا الله کی یاد دہانی اور تلقین کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی سن کر پڑھ لے اور خاتمه بالخير ہو جائے۔

محبوب یاں.....

پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اگر سیاسی حالات کو عسکری معاملات سے الگ کر کے دیکھیں تو اس قدر حساس بلکہ حساس ترین شعبہ بھی اسی الجھی ہوئی گتھی کا حصہ نظر آتا ہے۔ دنیا کے کسی جمہوری یا غیر جمہوری ملک میں فوج کے سربراہ کی تعیناتی یوں مذاق نہیں بنی ہوگی جیسی پاکستان میں بنادی گئی ہے۔ انتہائی حساس معاملات میں بھی غیر سنجیدگی کا مظاہرہ ہو رہا ہے اور آرمی چیف کی تعیناتی کو بازیچہ اطفال بنادیا گیا ہے۔ 16 اکتوبر کو لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد ہماری سیاست قلابازیاں کھانے لگی۔ اس موقع پر خواجہ ناظم الدین کو گورنر جنرل کی بجائے وزیر اعظم بنادیا گیا اور ملک غلام محمد نامی ایک بیور و کریٹ کو گورنر جنرل لگا دیا گیا۔ یہ پہلا کھلواڑ تھا جو سیاسی میدان میں کیا گیا۔ اور سیاسی سطح پر ملک میں ”بلی چو ہے“ کا کھیل شروع ہو گیا۔ 1951ء سے 1958ء تک سات سالوں میں یعنی لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد سے 1958ء تک چھوڑیا اعظم بدل دیے گئے۔

گورنر جنرل ملک غلام محمد کو فالج ہو چکا تھا جس کے باعث سے وہ نہ آسانی سے حرکت کر سکتے تھے اور نہ بول سکتے تھے لیکن ٹوٹی پھوٹی زبان میں یہ کہتے سنائی دیتے تھے کہ کرسی نہیں چھوڑوں گا۔ پھر جب انہیں موقع ملا انہوں نے خواجہ ناظم الدین کی حکومت بر طرف کر دی۔ قومی اسمبلی توڑ دی گئی۔ سندھ ہائی کورٹ نے قومی اسمبلی بحال کر دی اور گورنر جنرل کے فیصلے کو غیر قانونی قرار دے دیا لیکن سپریم کورٹ نے نظریہ ضرورت کے تحت گورنر جنرل کے احکامات قانونی قرار دیئے۔ ان کے بعد ریٹائرڈ میمبر جنرل سکندر مرزا گورنر جنرل بن بیٹھے۔ وہ بھی غیر جمہوری رویہ اختیار کرتے ہوئے حکومتی امور میں بے جا دخل اندازی کرتے رہے۔ وزراء اعظم کے اس زنجیر کی فیروز خان نون آخري کڑي تھے۔ انہوں نے ایک انتہائی غیر سیاسی قدم اٹھایا اور ایوب خان جو اس وقت آرمی چیف تھے، انہیں وزیر دفاع کا عہدہ دے کر کابینہ کا حصہ بنالیا اور فوج کے لیے ایسی کھڑکی بلکہ درکھول دیا جو آج تک صحیح طور بند نہیں ہو سکا اور قوم اس غلط فیصلے کی سزااب تک بھگت رہی ہے۔

17 اکتوبر 1958ء کو ایوب خان نے مارشل لاء لگا کر تمام اختیارات خود سنبھال لیے۔ ایوب خان کے 10 سالہ مارشل لاء کے دور میں سیاسی مخالفت کی گنجائش نہ تھی۔ ابتدائی 8 سالوں میں بحر قرار کی مانند سیاسی معاملات پر سکون دکھائی دیے لیکن مارشل لاء کی قدغنیوں کا پھل، آخری دو سالوں میں طلاطم کی صورت دکھائی دیا۔ بہر حال معاشرت نے بہت ترقی کی۔ اہم بات یہ ہے کہ معاشی حوالے سے پاکستان کے لیے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جانے کا سنبھاری موقع تھا لیکن امریکہ سے معاشی امداد بلا ضرورت لی گئی تاکہ امریکہ سے رشتہ بندھا رہے اور وہ سیاسی سر پرستی کرتا رہے۔ لیکن چونکہ ایوب خان کا حکومت حاصل

نذر اخلاق

تناخلافت گی بناؤ دنیا میں ہو پھر استوار
الاگھریں سے ڈھونڈ کر اسلام کا قلب و جگہ

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظام اخلاق خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 ربیع الثانی 1444ھ جلد 31
22 نومبر 2022ء شمارہ 45

حافظ عاکف سعید مدیر مسئول

ایوب بیگ مرزا مدیر

فرید اللہ مراد ادارتی معاون

شیخ حیم الدین نگران طباعت:

پبلیشور: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پرلیس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزوی و فتویٰ تنظیم اسلامی

”دارالاسلام“ ملتان روڈ چونک لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 042 35473375-78

E-Mail: markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماذل ٹاؤن لاہور۔
فون: 35869501-03، 35834000
nk@tanzeem.org

20 روپے قیمت فی شمارہ

سالانہ زیر تعاون

اندرونی ملک 800 روپے

بیرونی پاکستان

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)

انڈیا، پورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر

مکتبہ مرکزوی انجمن خدام القرآن کے عنوان سے ارسال

کریں۔ چیک قول نہیں کیے جاتے

Email: mactaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء
سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کی عملی تعبیر کا مطلب یہ ہوگا کہ عدل و قسط پر بنی ایک ناقابل تنخیر نظام جب اس ریاست کی پشت پر ہوگا تو ان کا سرمایہ دارانہ نظام جو انتہائی ظالمانہ اور استھانی نظام ہے۔ اُس کے سامنے ڈھیر ہو جائے گا۔ لہذا evil "nip in the bud" کی پالیسی سامنے رکھ کر پاکستان پر تمام اطراف سے شروع سے ہی حملہ کر دیا گیا ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ انہیں پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے چند سال بعد ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی فوج بڑی پوشش اور بڑی جفاکش ہے اور صحیح معنوں میں ایک جانباز فورس ہے۔ پھر یہ ہوا کہ حالات کے جرنبے پاکستان کو ایٹھی قوت بنادیا۔ جس سے دشمن طاغوتی قوتوں کے خدشات مزید بڑھ گئے۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ پہلے پاکستان کو سیاسی، معاشری اور عسکری طور پر کمزور کیا جائے پھر اُس کے معاشرتی نظام پر بھر پورا رکیا جائے اور اس حملے میں ہر ممکن شدت لائی جائے۔

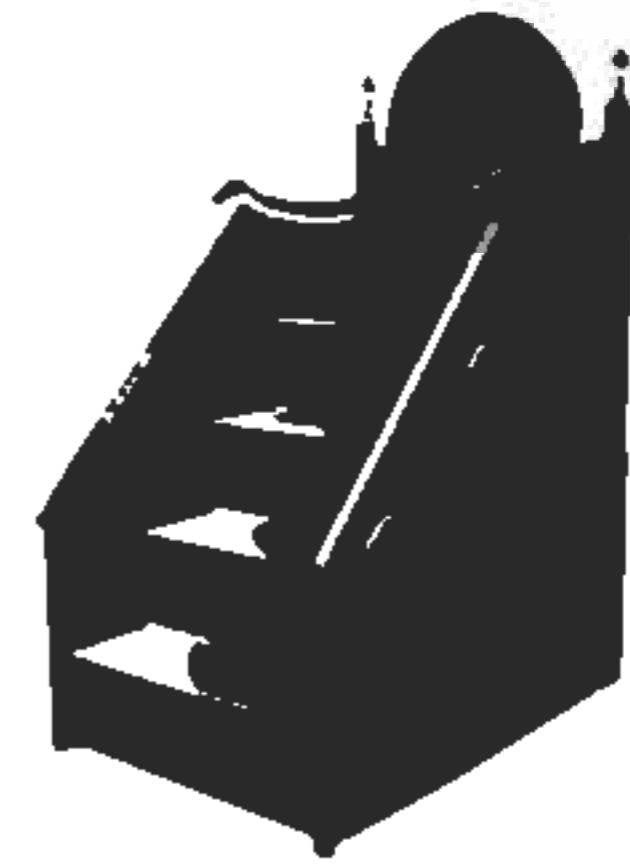
آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس طے شدہ پالیسی کے مطابق ہے۔ ہم اس وقت صرف ان اقدامات کی طرف اشارہ کیے دیتے ہیں جو انہوں نے ہماری معاشرت تباہ کرنے کے لیے کیے ہیں۔ کبھی یہ قوتیں عورت کے حقوق کے نام پر دنیا بھر میں کانفرنسیں کرتی ہیں اور ان میں مادر پدر آزادی کا درس دیتی ہیں۔ پھر گھریلو تشدد بل پیش کر کے ایک گھرانے میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کبھی یہ لوگ روشن خیالی اور نامنہاد اعتدال پسندی کی اصطلاحات استعمال کر کے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم جنس پرستی جیسے غلیظ کام کو قانونی حیثیت دلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ٹرانس جینڈر قانون بنوانے میں تو وہ پانچ سال پہلے کامیاب ہو گئے تھے اب اُسے قائم دائم رکھنے کے لیے سر دھڑکی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ ”جوئے لینڈ“ جیسی بیہودہ فلم کو سینما گھروں کے تعفن کو مزید بڑھانے کی وفاقی حکومت کی جانب سے سرکاری طور پر اجازت دے دی گئی ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس محاذ پر مسلمانان پاکستان کچھ نہ کچھ مزاحمت کر رہے ہیں اگرچہ ہمیں خدشہ ہے کہ اگر ہم سیاسی اور معاشری طور پر کمزور ہوتے چلے گئے تو یہ مزاحمت بھی کمزور پڑ جائے گی۔ اس محاذ پر اگر مسلمانان پاکستان شکست کھائے تو پھر ان کے قدم مکمل طور پر اکھڑ جائیں گے اور ہماری اسلامی شناخت بھی خداخواستہ ختم ہو جائے گی۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو مسئلہ پاکستان کی سلامتی کا ہی نہیں بلکہ ہمارے دین اور ایمان کا بھی ہے۔ اور باؤ از بلند یہ کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اپنے معاشرتی نظام کا تحفظ درحقیقت پاکستان کا تحفظ ہے، گویا خالص اور مکمل اسلامی نظام ہی مضمبوط اور مستحکم پاکستان کا ضامن بن سکتا ہے۔

کرنا ایک غیر قانونی فعل تھا اور اسے عوامی پشت پناہی حاصل نہیں تھی لہذا انہوں نے یہ کمی امریکہ کی سرپرستی حاصل کرنے سے پوری کرنے کی کوشش کی۔ ایک عوامی تحریک نے نہ صرف سیاسی استحکام کو غتر بود کر دیا بلکہ اقتصادی ترقی کو بھی بہا کر لے گئی۔ دوسری طرف کیونکہ پاکستان کے محل وقوع کی وجہ سے امریکہ کو پاکستان کے قریب رہنے کی بڑی ضرورت تھی بلکہ خطے میں موجودگی کے لیے پاکستان سے تعلقات امریکہ کی شدید مجبوری تھی۔ لہذا پاکستان پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے امریکہ نے پاکستان کو اقتصادی شکنچے میں کرنے کا فیصلہ کیا۔ بڑے بڑے پرو جیکلش کا اعلان کیا گیا اُن کے لئے امریکی امداد کا اعلان ہوا اور ہمارے تجزیے کے مطابق ان پرو جیکلش میں خرچ ہونے والی رقم سے پاکستان کی سیاسی اور غیر سیاسی قیادت اور بیوروکریسی کو کرپشن کے ذریعے قابو کیا گیا جس کے نتیجہ میں اقتصادی لحاظ سے سلسل ترقی کرنے والا پاکستان تیزی سے زوال پذیر ہونا شروع ہو گیا۔ پاکستان کے سیاستدانوں، سول ملٹری بیورو کریمیں کی ہوس زراور بد دیانتی نے پاکستان کو ہر لحاظ سے کمزور کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ غیر ملکی قوتوں نے پاکستان کی اقتصادی کمزوری کو اپنے سیاسی اور عسکری مفادات کے حصول کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ کر پٹ مافیا اپنی کرپشن کی وجہ سے دوسروں کے ہاتھوں بلیک میل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے ملکی مفادات کو بھی تج کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ہے اُس کہانی کا مختصر ترین خلاصہ جو ہماری اقتصادی تباہی کا باعث بنی۔ جس سے ہماری اقتصادی حالت تباہ و بر باد ہو گئی اور ہم دوسروں کے مقرض اور محتاج ہو گئے۔ یہ واضح رہے کہ یہ سب کچھ غیر ملکی قوتوں نے ایک پلان کے تحت ہمیں سیاسی اور عسکری لحاظ سے اپنے شکنچے میں کسے رکھنے کے لیے کیا۔ آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں ایک بڑے اہم سوال کا جواب دینا ہے وہ یہ کہ دنیا میں نصف صد سے زیادہ مسلمان ممالک سامراجی قوتوں نے خاص طور پر پاکستان کو کیوں ہدف بنایا اور ہمارے سیاسی و معاشری نظام پر کیوں حملہ آور ہوئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وہ ہمارے معاشرتی نظام پر بھی شروع سے ہی حملہ آور ہیں لیکن وہ پہلے ہمیں معاشری اور سیاسی سطح پر مکمل شکست دینا چاہتے تھے تاکہ جب معاشرتی نظام پر حملہ کیا جائے تو ہماری مزاحمتی قوت ختم ہو چکی ہو یا انتہائی کم ہو چکی ہو۔ عالمی طاغوتی قوتوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ پاکستان کے قیام کے لیے عالمی طاغوتی قوتوں کو ایسا تھا گویا ایک خالص اسلامی ریاست اسلام بنیادی نظریہ کے طور پر سامنے آیا تھا گویا ایک خالص اسلامی نظام کا معرض وجود میں لانے کا واضح پروگرام تھا۔ یہ مخالف قوتیں جانتی تھیں کہ اس نظریہ

مکالمہ علیہ السلام

(سورۃ الانفال کی آیات 27 اور 28 کی روشنی میں)



مسجد جامع القرآن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حافظ علی شاہ کے خطاب جمعہ کی تبلیغیں 11 نومبر 2022ء کے

غور و فکر کے خالق کائنات کو پہچانتے، پھر رسالت کی اہمیت و ضرورت کو پہچانتے اور پھر آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے تک ہم پہنچ جاتے اور پھر عمل صالح تک پہنچتے، آج اس کے لیے لوگوں کے پاس کہاں وقت ہے۔ ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمارے پاس موقع بھی ہے اور اللہ یا کبراہ راست ہمیں یاد دہانی کر رہا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾
”اے اہل ایمان! مت خیانت کرو اللہ سے اور
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے“ (الانفال: 27)

ہمارے دین میں امانت کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیجئے کہ اللہ کے رسول ﷺ اکثر اپنے خطبات میں یہ جملے ادا فرماتے تھے: ((لا إيمان لمن لا امانة له ولا دين لمن لا عهده له)) ”اس میں کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری کا کوئی وصف نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جس میں وعدے کی پاسداری نہ ہو۔ آج دین کے حوالے سے عام تصور یہ ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ادا کر لیے تو اُسی کو دین سمجھ لیا گیا۔ حالانکہ اس سے آگے بھی دین ہے اور خاص طور پر معاملات زندگی میں ہمارا امتحان زیادہ ہے۔

اسی طرح سورۃ المؤمنون کی ابتدائی گیارہ آیات
میں اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس پانے والے خوش قسمت
لوگوں کی صفات گنوائیں ان میں بھی امانت اور عہد کی
پاسداری کی صفت شامل ہے۔

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لَا مُنْتَهٰءٌ مِّنْ هُمْ وَعَاهُدُهُمْ رَّاعُونَ ﴾⑧
(المؤمنون) ”اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی
حافظت کرنے والے ہیں۔“

معلوم ہوا کہ ایک بندہ مومن کی بنیادی صفات میں امانت

یہاں یہ یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ یہ دنیا عارضی ہے اور اللہ کے ہاں آخرت کی زندگی کی صورت میں جواج رہے وہ دائمی اور عظیم ہے۔ اگر یہ بات ذہن میں رہے تو پھر اللہ کے احکامات کی پاسداری کرنا اور گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

”اے ایل ایمان! مت خیانت کرو اللہ سے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے“ (الانفال: 27)

جب اللہ تعالیٰ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ فرماتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ پیغام یا حکم مخصوص لوگوں کے لیے ہے۔ اگر کم و بیش سات آٹھ ارب انسان زمین پر ہیں تو دو ارب کے لگ بھگ کم و بیش محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ ابو ابراهیم

کو اللہ کا آخری رسول مانتے ہیں۔ جو نہیں مانتے ان سے
قرآن پہلے ایمان لانے کا مطالبہ کرتا ہے اور جو ایمان
لاچکے ہیں ان سے عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کلمہ
کا اقرار فقط کافی نہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مان
لینا کافی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانا
بھی لازم ہے اور یہ ماننے کا تقاضا تو پورے اسلام کے
اعتبار سے ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اُذْخُلُوا فِي الْسَّلَمِ كَافَةً ص﴾ (البقرة: 208)
”اسلام میں داخل ہو جاؤ لورے کے لورے۔“

بہر حال جب اللہ کی طرف سے خطاب کا انداز یہ ہو ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ تو ہمیں اپنے صاحب ایمان ہونے کی نعمت کا ادراک بھی ہونا چاہیے۔ اگر کسی کافر کے گھر میں پیدا ہوئے ہوتے تو ہم کب ریسچ کرتے اور

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!
جمعہ کی گفتگو کا ایک اہم مقصد وعظ، نصیحت اور
یادداہی ہوا کرتا ہے۔ قرآن حکیم اپنے لیے بھی وعظ کا لفظ
استعمال کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:
﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ﴾ (یونس: 57) ”اے لوگو! آگئی ہے تمہارے
پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے۔“

واعظ اس بات کو کہتے ہیں جو دل کو زم کر دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے بڑھ کر کوئی بات دلوں کو زم کرنے والی نہیں۔ لہذا خطاب جمعہ کا مقصد اصل میں دلوں کی نرمی ہے کہ ہفتے بھر میں انسان پر جو غفلت طاری ہو جاتی ہے وہ دور ہو جائے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واعظ قرآن کریم کے ذریعے ہوتا تھا۔ سنن ابی داؤد کی روایت کے مطابق ((کان یقراء القرآن و یذکر الناس)) ”اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے اور لوگوں کو تذکیر فرمایا کرتے تھے۔“ ہماری بھی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن کی آیات کے ذریعے یادداہی کا سامان ہو۔ بعض اوقات بہت اعلیٰ سطح کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں جو کہ ضروری بھی ہوتی ہیں لیکن بہت بنیادی باتوں سے لوگ صرف نظر کرتے ہیں۔ آج ان شاء اللہ ہم سورۃ الانفال کی آیات (27، 28) کی روشنی میں چند بنیادی باتوں کی یادداہی

ریں لے۔ ان دو ایات میں بنیادی طور پر خیانت سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے اور بتایا گیا کہ کئی مرتبہ مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے بندہ اللہ کے احکامات کو فراموش کر دیتا ہے اور اس عارضی دنیا کے سچھ فائدوں کی خاطر اللہ کے احکام کو پامال کرنے لگ جاتا ہے۔ اس حوالے سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ اس امانت کو آگے پہنچانا اس امت کی ذمہ داری ہے۔ پھر اللہ کادین جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہوا، یہ دین کامل آج ہمارے پاس بطور امانت موجود ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد جوان کو طائف لے گئی، جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تکالیف برداشت کیں، جس کے لیے احمد میں خون بہایا، جس میں اپنے ستر صحابہ کرام ہیئت شہید ہو گئے اقامت دین کی وہ جدوجہد جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیٹ پر پھر باندھے، وہ محنت جس میں 259 صحابہؓ کی جانیں اللہ کی راہ میں پیش ہوئیں، تب قرآن کہتا ہے:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ طَانَ الْبَاطِلُ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بنی اسرائیل) ”اور آپؐ کہہ دیجیے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ یقیناً باطل ہے ہی بھاگ

پریس ریلیز 18 نومبر 2022ء

حکومت پاکستان کا فلم ”جوائے لینڈ“ کی نمائش پر پابندی سے انحراف شرم ناک ہے۔

شجاع الدین شیخ

حکومت پاکستان کا فلم ”جوائے لینڈ“ کی نمائش پر پابندی سے انحراف شرم ناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ چند روز قبل جب ”جوائے لینڈ“ نامی فلم کی نمائش پر پابندی کی خبر آئی تھی تو اس کی تائید اور تحسین کی گئی۔ گویا دو مردوں کے جنسی تعلق پر مبنی اس فلم کی نمائش کے دروازے اب ممکن تھے خداداد پاکستان میں بند ہو گئے ہیں۔ لیکن انتہائی افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ اسی دن وزیر اعظم آفس کی جانب سے اس فیصلہ پر نظر ثانی کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی اور آنا فاؤنڈیشن+LGBTQ+ ایجنسی کے پر مبنی اس فلم کی نمائش کی دوبارہ اجازت مل گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ ایسے کون سے اندروںی و بیرونی حلقتے ہیں جن کے دباؤ میں آکر حکومت پاکستان ایک شادی شدہ مرد کے ایک ٹرانس جینڈر (عورت کے روپ میں مرد) کے ساتھ معاشرہ پر مبنی اس بیہودہ فلم کی نمائش کی اجازت دینے پر مجبور ہے۔ انہوں نے کہا کہ ”ٹرانس جینڈر“ ایک بہم اور دھوکہ دہی پر مبنی اصطلاح ہے اور اس کا استعمال اس حقیقت پر پرده نہیں ڈال سکتا کہ یہ فلم دراصل قومِ لوٹ کے مجرمانہ فعل کی تشهیر اور ترغیب دیتی ہے۔ کیا ہم اس مجرم قوم کے دردناک انجام کو بھول گئے؟ وفاقی حکومت کے اس یوڑن کے باوجود حکومت پنجاب کی جانب سے صوبہ بھر میں اس فلم کی نمائش پر پابندی کی تائید اور تحسین کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ باقی صوبوں کو بھی اس فلم کی نمائش پر فوری طور پر پابندی لگادینی چاہیے اور اس حوالے سے کسی قسم کے اندروںی اور بیرونی دباؤ کو خاطر میں نہ لایا جائے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کی حفاظت شامل ہے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا دعویٰ ہے تو امانت اور عہد کی پاسداری کا تقاضا بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کرے گا جھوٹ بولے گا، جب وعدے کرے گا توڑے گا، جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے گی تو خیانت کرے گا اور مسلم شریف میں چوتھی نشانی ہے کہ جب جھگڑے کا موقع آئے گا تو گالیاں دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں یہ چاروں باتیں ہیں وہ پکا منافق ہے۔

آج ہمارا قومی مزاج کیا بن چکا ہے؟ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد فرماتے تھے کہ جو جتنے بڑے عہدے پر ہے اتنا بڑا جھوٹا، اتنا بڑا وعدہ خلاف، اتنا بڑا خیانت کرنے والا اور آج اس میں چوتھی نشانی بھی شامل کر لیجئے کہ اتنا بڑا گالیاں دینے والا ہے۔ آج تی وی ٹاک شوز میں سیاستدانوں کے درمیان جوزبان استعمال ہوتی ہے کیا شریف گھر انوں کے بچے اپنے والدین کے ساتھ بیٹھ کر سن سکتے ہیں؟ یعنی جھوٹ، وعدہ خلافی اور گالیاں آج ہمارا قومی مزاج بننا ہوا ہے۔ الاما شاء اللہ! البتہ کسی پر منافق کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا بلکہ سچی بات یہ ہے کہ اس تصریح میں دوسروں کے بارے میں کم اور اپنے بارے میں زیادہ غور و فکر کرنا چاہیے۔ یعنی میں بھی اپنے اندر جھانکوں کہ ان چار نشانیوں کے اعتبار سے میں کہاں کھڑا ہوں؟

امانت کا تصور بھی بہت وسیع ہے۔ ایک عام تصور ہے کہ کسی نے آپؐ کے پاس کوئی شے رکھوائی اور آپؐ نے واپس کر دی مگر یہ امانت کا کل تصور نہیں ہے۔ اگر امانت کے تصور کو کھولیں تو زندگی کا ہر گوشہ ہی اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((المجالس بالامانة))

مجالس میں جو گفتگو ہوتی ہے، کمپنیز کی میٹنگز ہوا کرتی ہیں، ہائی افیشلز کی میٹنگز ہوتی ہیں اور وہ معاملات انہی تک محدود رہنے چاہئیں جو متعلقہ لوگ ہیں۔ اگر مجالس کی بات لیک ہو جاتی ہے تو یہ بھی خیانت ہے۔ حدیث میں ذکر آیا کہ ایک شخص تمہیں کہتا ہے کہ میر اسلام فلاں کو پہنچا دینا یہ سلام پہنچانا بھی آپؐ کے پاس امانت ہے۔ اسی طرح یہ زندگی، یہ ہمارا وجود، ہماری صلاحیتیں اور تمام نعمتیں جو ہمیں ملی ہوئی ہیں یہ سب اللہ کی امانت ہیں۔ ہم سے ان سب کے بارے میں سوال ہوگا۔ آج جو ”میرا جسم میری مرضی“ کے نعرے لگ رہے ہیں یا my choice، Its my style جیسے باغیانہ اور سرکشی

ہم پر جو بیت رہا ہے وہ امتحان ہے۔ ہمیں جو مال، اولاد اور جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ امتحان کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«وَمَا هذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوَ وَلَعِبٌ طَوَّانَ الدَّارَ الْأُخْرَةَ لَهُيَ الْحَيَاةُ الْمُمْدُودَ» (اعنكبوت: 64)

”اور یہ دنیا کی زندگی توکیل اور تماثل کے سوا کچھ نہیں۔ اور آخرت کا گھر ہی یقیناً اصل زندگی ہے۔“

اصل میں انسان کو آخرت کی فکر کرنی چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے لیکن دنیا کے مال کے لیے، اپنی اولاد کے لیے، دنیا کی خواہش کے لیے انسان آخرت کا نقصان کر جاتا ہے، امانت میں خیانت کر جاتا ہے، کرپشن، چوری، ظلم، نا انصافی کر بیٹھتا ہے۔ البتہ مال حلال سے کمایا جائے، جائز طریقے سے خرچ کیا جائے تو ثواب ملے گا، راہ خدا میں خرچ کیا جائے تو اجر بڑھتا چلا جائے گا۔ اولاد کی جائز طریقے پر کفالت کریں تو ثواب ملے گا اور جو حرام کمائے گا گناہ پائے گا۔ اولاد کو کھلانیں پلائیں، اس کی کفالت کریں لیکن اس کو پہلے اللہ کا بندہ تو بنائیں، اللہ کے رسول ﷺ کا امتی بنا نہیں تو یہ اولاد ہمارے لیے صدقہ جاریہ بن جائے گی۔ لیکن کئی مرتبہ اسی اولاد کی جائز ناجائز فرمائشوں کی وجہ سے لوگ حرام میں بیٹلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے حقوق پامال کرتے ہیں نبی ﷺ کی تعلیم کو پامال کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی آخرت بر باد کر لیتے ہیں، اسی لیے یہاں خبردار کیا گیا اور آگے فرمایا:

«وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ» (آل افال: 28) ”اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس ہے بڑا اجر۔“ (آل افال: 28)

آخرت کا یقین ایسی شے ہے جو ہمیں سیدھے راستے پر رکھے گی۔ بہی چیز ہمیں دنیا میں قناعت کرنے پر آمادہ رکھے گی، آخرت کا عقیدہ جس قدر پختہ ہو گا اُتنا ہی ہم امانت کی پاسداری کریں گے، اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ سے وفاداری نبھائیں گے تو آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



قولِ زریں

”رزق اور عزت کسی کے اپنے اختیار میں نہیں اللہ تعالیٰ جسے چاہے دیتا ہے۔“

تیرے کے ذمہ قرض تھا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کوئی اس کے قرض کا ذمہ لیتا ہے تو کسی نے ذمہ داری نہیں لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کا جنازہ پڑھو میں نہیں پڑھاتا۔ یعنی ایسا شخص نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم ہو گیا۔ لیکن ہم قرض کے معاملات کو بڑا لائے لیتے ہیں، وعدوں کو بڑا لائے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی امانت ہے۔ قرض کے علاوہ بھی امانت کی شکلیں ہیں۔ ایک گھر میں باپ فوت ہو گیا تو اس کا بڑا بیٹا باپ کی وراشت کا امین ہے، اس کو درست انداز میں تقسیم کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ یہاں 『وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ』^{۲۶} کے الفاظ وارنگ کی حیثیت رکھتے ہیں کہ تمہیں معلوم ہے کہ خیانت کے کہتے ہیں؟ بندہ دوسروں کو بیوقوف بنا سکتا ہے، چھپ سکتا ہے، چھپا سکتا ہے لیکن خود کو معلوم ہوتا ہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اللہ تو انسان کا خالق ہے وہ جانتا ہے کہ انسان کیا کرتا ہے۔ فرمایا:

『بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ وَلَوْ أَلْقَى مَعَاذِيرَةٌ』 (القيامة) ”بلکہ انسان تو اپنے نفس کے احوال پر خود ہی خوب بصیرت رکھتا ہے۔ اور چاہے وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے۔“

ہر شخص اپنے اعمال کے بارے میں خوب جانتا ہے، وہ جانتا ہے کہ خیانت کیا ہے، کرپشن کیا ہے لیکن جانتے بوجھتے بھی اگر امانت میں خیانت کر رہا ہے تو پھر اس کی پکڑ شدید ہوگی۔ خدا کی قسم! اگر مسلمان ہے اللہ کو مانے والا ہے تو دو مرتبہ ضرور سوچے گا۔ پھر ہم سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو پتا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ فرمایا:

『أَخْضُسْهُ اللَّهُ وَنَسُوْهُ طَ』 (الجادل: 7) ”اللہ نے ان (اعمال) کو محفوظ کر رکھا ہے جبکہ وہ انہیں بھول چکے ہیں۔“

ہم تو کر کے بھول جاتے ہیں لیکن اللہ نہیں بھولتا۔ بس اللہ پر دے میں رکھ کر معاف فرمادے ورنہ ایک ایک عمل کا حساب لیا جائے گا۔ آگے فرمایا:

『وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُ الْكُفَّارِ وَأَوْلَادُ كُمْ فِتْنَةٌ لَا』 ”اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں،“ (آل افال: 28)

فتنة عربی میں آزمائش کو کہتے ہیں۔ اللہ نے یہ دنیا امتحان کے لیے بنائی ہے۔ فرمایا:

『لَا الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوْ كُمْ أَيْكُمْ أَحْسَنْ عَمَلًا طَ』 (الملک: 2) ”جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔“

جانے والا۔“ اس ساری محنت، جدو جهد اور قربانیاں کا قرض آج اس امانت کے پاس امانت ہے۔

یہ شہادت گہر الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا اللہ کی جنت سستی نہیں ہے کہ آن لائن آرڈر پر نہیں ملے گی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی جنت تو مشقوں سے گردی ہوئی ہے۔

تم اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہو اور انہیں آخری رسول مانتے ہو تو وہ تمہیں قرآن دے کر گئے ہیں، وہ دین کو قائم کر کے دکھا کر گئے ہیں، وہ نظام عدل تمہارے پاس امانت ہے جسے تم نے دنیا میں قائم کرنا تھا تاکہ انسانیت اس کے ذریعے اللہ کی رحمتوں سے مستفید ہو مگر وہ دین آج مغلوب ہے کیونکہ ہم نے بحیثیت امتی اس امانت کی پاسداری نہیں کی، کیا منہ دکھائیں گے قیامت کے دن اللہ کے رسول ﷺ کو؟ ہر مسلمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ آگے فرمایا:

『وَتَخُونُوا أَمْنِتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ』 ^{۲۷} ”اور نہ ہی اپنی (آپس کی) امانتوں میں خیانت کرو جانے بوجھتے۔“

اگر کسی سے قرض لیا ہے تو احسن طریقے سے واپس کرنا چاہیے لیکن ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ وہ قرض ہی کیا جو ادا ہو جائے اور وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو جائے۔ جبکہ اللہ کا قرآن کہتا ہے:

『إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْتُوْلًا』 ^{۲۸} (بنی اسرائیل)

”یقیناً عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔“

اللہ کے کلام کی طویل ترین آیت (آل بقرۃ: ۲۸۲) قرض کے موضوع پر ہے۔ یہ اتنا ہم معاملہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں ہوتا۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک شخص بالفرض اللہ کی راہ میں قتل (شہید) ہو پھر زندہ ہو، پھر شہید ہو پھر زندہ ہو پھر شہید ہو، پھر زندہ ہو، پھر شہید ہو جائے اس کی بھی بخشش نہیں ہے جب تک اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے تین جنازے آئے۔ ایک کے ذمہ قرض نہیں تھا، آپ ﷺ نے جنازہ پڑھادیا۔ دوسرے کے ذمہ قرض تھا آپ ﷺ نے جنازہ پڑھادیا۔ کسی نے کہا میں اس کا قرض ادا کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے جنازہ پڑھادیا۔

کیا نظامِ باطل میں اطاعتِ رسول ممکن ہے؟ (3)

ڈاکٹر اسرار احمد

رہیں گے۔ اگر کوئی نئی صورت پیدا ہوگی تو کتاب و عنت ہی سے استنباط کرتے ہوئے اجتہاد کیا جائے گا، جبکہ ان سے آزاد ہو کر کیا گیا استنباط بھی قابل قبول نہیں ہے ۔۔۔

ہمارے ہاں ایک گروہ ”اہلِ قرآن“ کا ہے جو شدت کو ایک طرف رکھ کے کہتے ہیں کہ قرآن سے استنباط کریں۔ ہمارے نزدیک وہ گمراہ ہیں، اس لیے کہ کتاب و عنت دونوں قانونِ اسلامی کی مستقل بالذات بنیادیں اور اصل اساسات ہیں، لہذا ان میں سے کسی کو بھی ساقط نہیں کیا جا سکتا۔ قیاس اور اجتہاد ہو گا تو کتاب و عنت کی روشنی میں ہو گا۔۔۔ بہر حال ان دو دائروں کی حیثیت جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حیاتِ طیبہ میں تھی ویسی ہی اب ہے۔

ان کے علاوہ اطاعتِ رسول کے دو دائرے اور ہیں۔ ایک تو ہے اپنے خصوصات اور مقدمات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں تو اس پر عمل درآمد ممکن تھا، مگر آپ کی وفات کے بعد اس حوالے سے ایک خلا پیدا ہو گیا ہے اور اس خلاف کا نظام پر کرے گا اور خلیفہ ہی قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہو گا۔ اسی طرح دین کے غلبے کی جدوجہد اور اس کے لیے محنت و کوشش کرنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو آپ کی قیادت میں ہو رہا تھا، مگر آپ کی وفات کے بعد نظامِ خلافت میں خلیفہ یہ ذمہ داری نہ جائے گا۔

اس ضمن میں یہ بھی نوٹ کر لیجیے کہ اگر خلافت کا نظام موجود نہیں ہے تو آپ کو یہ نظام لانے کے لیے جدوجہد کرنی پڑے گی۔ اگر آپ اس کے لیے جدوجہد نہیں کرتے اور خلافت کا نظام قائم نہیں ہوتا تو گویا اطاعتِ رسول کے دو خانے بند پڑے رہیں گے۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبایل

یہ ہماری بہت بڑی بدقتی ہے کہ اس دور میں خلافت کا ادارہ علمتی طور پر بھی موجود نہیں رہا۔ آئینہ میں سلطنت تو خلافت راشدہ کا دور تھا، جو خلافت علیٰ منہاج النبوة تھی۔ اس کے بعد کا دور خلافت ملوکیت پر مبنی تھا۔ نظامِ خلافت یک دم سارے کا سارا ختم نہیں ہو گیا تھا، بلکہ تدریجیاً اس میں زوال آیا ہے۔ میں اس کی مثال وہ دیا کرتا ہوں جو شاہ اسماعیل شہید نے ”منصب امامت“ نامی کتاب میں لکھی ہے کہ چھ منزلہ عمارت میں سے اگر ایک منزل گرگئی تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ پوری عمارت ختم

(گزشتہ سے پیوستہ)

اطاعتِ رسول کے ضمن میں نظامِ خلافت کی اہمیت

اور اگلا جیش آپ نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تیار کیا ہوا تھا تو کیسے ممکن تھا کہ جو جیش حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تیار کیا ہوا سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ روک لیں! وہ تو جائے گا، ہی۔ مزید برآں نئی نبوت کے مدعا کھڑے ہو گئے اور ان ”مرتدین“ کے خلاف بھی جہاد کرنا لازم ہو گیا۔

ان میں سب سے اہم اور نازک معاملہ مانعینِ زکوٰۃ کا تھا جو کہتے تھے کہ ہم اللہ کی وحدانیت کی شہادت بھی دیتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت بھی مانتے ہیں۔ ہم نماز بھی پڑھیں گے، لیکن زکوٰۃ حکومت کو نہیں دیں گے بلکہ ہم اپنے طور پر دیں گے۔ ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ یہ ایک بڑا پچیدہ مسئلہ تھا۔ ان کے خلاف اقدام کا فیصلہ خلیفہ وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا اور یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی میرے ساتھ نہیں جائے گا تو میں تھا جاؤں گا اور ان کے خلاف جہاد کروں گا۔ اس طرح کے تمام فیصلے خلیفۃ المسلمين حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیے اور اس طریقے سے اب گاڑی آگے چلی۔

معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک میں نظامِ خلافت نہیں ہے تو اطاعتِ رسول کے یہ دو دائرے تو بالکل معطل ہو جائیں گے۔ ٹھیک ہے آپ نماز اسی طور سے پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی، آپ جبکی اسی طرح کر سکتے ہیں جیسے ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔۔۔ جزئیات میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے، جیسے کہ مختلف ائمہ فقہ کے مابین ہوا ہے، لیکن اصولی طور پر مناسکِ حج تتفق علیہ ہیں۔۔۔ چنانچہ عبادات کے ضمن میں اطاعت کا پہلا دائرہ ہر زمانے کے لیے جوں کا توں ہے۔ اسی طرح اطاعت کا دوسرا دائرہ شریعت کے وہ احکام ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب و عنت کی صورت میں ہم تک پہنچائے ہیں وہ بھی جوں کے توں

سورۃ النور کی آیت 56 میں جو مضمون آرہا ہے وہ دراصل اسی خلا کو پر کرنے والا ہے۔۔۔ یہ خلاف نظامِ خلافت کے ذریعے سے پڑھو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ ہی قاضی القضاۃ تھے اور آپ ہی امیر اور سپہ سالار تھے۔ آپ ہی نے فیصلہ کرنا تھا کہ مانعینِ زکوٰۃ سے جنگ کرنی ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب فیصلہ کرنے کا اختیار خلیفہ کے پاس آگیا۔ اسی لیے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: آتا خلیفۃ رسول اللہ ”میں اللہ کے رسول کا خلیفہ ہوں!“

آپ کے علم میں ہو گا۔۔۔ اس لیے کہ سیرتِ صحابہ کی یہ باتیں بہت معروف ہیں۔۔۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی یہ مشورہ دے رہے تھے کہ مانعینِ زکوٰۃ کے معاملے میں آپ ”ذرانی“ سمجھیے اور مصلحت کو پیش نظر رکھیے، اس لیے کہ مسلمانوں کا مورال اس وقت بہت گرا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد سب کا دل پژمردہ ہے اور ہم اس وقت جنگ کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ اُمّت ایکن ہمیشہ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ”بیٹھی رورہی“ تھیں کہ حضرات ابو بکر اور عمر بن عثمان کے پاس پہنچے اور پوچھا: آپ کیوں رورہی ہیں؟ انہوں نے کہا: میں اس لیے رورہی ہوں کہ وہ ہدایت جو ہر آن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چلی آ رہی تھی وہ ختم ہو گئی ہے اور وہی کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ وجہ تونی کے ساتھ خاص ہے اور نبوت کا دروازہ بند ہونے سے وجہ کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ اس اعتبار سے مسلمانوں کے دل بہت زخمی تھے۔

اس کے ساتھ دوسرا مسئلہ جیشِ اسامیہ کی روائی کا تھا، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تیار کیا تھا۔ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کی وجہ سے رک گیا تھا، ورنہ سلطنتِ روما کے ساتھ جنگ کا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں

ذالی گئی ہے اور تم پر وہ ذمہ داری ہے جو تم پر ذالی گئی ہے۔ اگر انہوں نے اپنی ذمہ داری ادا کر دی تو وہ بڑی ہو گئے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تم بھی بڑی ہو گئے بلکہ تم سے تمہاری ذمہ داریوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ تم نے وہ پوری کیس یا نہیں؟

آپ میں سے بہت سے حضرات کے علم میں ہو گا کہ سورۃ البقرۃ کے سلوہوں رکوع میں دو مرتبہ یہ آیت (134 اور 141) آئی ہے: «**تَلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَقْتَ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ حَوْلًا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ**» یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی (یعنی حضرات ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب) جو ہمارے برگزیدہ بندے تھے وہ چلے گئے اور جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کے لیے ہے اور تمہارے لیے وہ ہو گا جو تم کماؤ گے۔ اور تم سے یہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے تھے۔ یعنی تم صرف ان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نہیں بخش دیے جاؤ گے بلکہ تمہیں اپنا حساب لازماً پیش کرنا ہو گا کہ تم کیا کر کے لائے ہو یہ ”پیش کر غافل عمل کوئی اگر فترت میں ہے!“ (جاری ہے)



تَوَلَّوَا ”پس اگر یہ لوگ روگردانی کریں،“ یعنی اطاعت کرنے کو تیار نہ ہوں۔ **فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ط**”۔ یہ بہت جامع الفاظ ہیں۔ حمل کہتے ہیں بوجھ کو۔ حمل کا معنی ہے: اس نے بوجھ اٹھایا۔ قرآن مجید میں الفاظ آئے ہیں: «**حَمَلَتُهُ أُمَّةٌ وَهُنَّا عَلَى وَهُنِّ**» (لقمن: 14) ”اُس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف سہہ کر (پیٹ میں) اٹھائے رکھا۔“ لیکن یہ لفظ جب باب تفعیل (تحمیل) اور پھر اس میں بھی مجھول (حُمِّل) کے صیغے میں آئے گا تو اس کے معنی ہوں گے: کسی پر بوجھ لاد دیا گیا۔

اس آیت میں اس لفظ سے ذمہ داری کا بوجھ مراد ہے، جبکہ ایک جسمانی بوجھ ہوتا ہے مثلاً آپ نے دومن کی بوری اٹھائی یا کسی نے آپ کے کندھے پر یہ بوری رکھ دی۔ یہ ہے حمل کہ دومن کا بوجھ آپ کے اوپر رکھ دیا گیا۔ ایک ہے ذمہ داریوں اور فرائض کا بوجھ، جیسے زیر مطالعہ آیت میں فرمایا: «**فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ط**»

اے مسلمانو! اگر تم روگردانی کرو گے تو یاد رکھو کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف وہی ذمہ داری ہے جو ان پر

ہو گئی۔ ہمارے ہاں یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ جیسے خلافت راشدہ کے بعد اسلام بالکل ختم ہو گیا، حالانکہ اسلام ختم تو نہیں ہوا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ چھ منزلوں میں سے ایک گرگئی، لیکن پانچ تو بھر حال باقی ہیں۔ پھر آگے اور زوال آیا تو پانچوں منزل بھی گرگئی، چاروں گیکیں۔ ہوتے ہوتے معاملہ یہاں تک پہنچا کہ جب مغربی امپریلیزم کا سیلا ب آیا تو وہ ساری مسلمان حکومتوں کو خس و خاشاک کی طرح بھا کر لے گیا۔ اس سے تو سب کچھ ختم ہو گیا، نہ اسلامی قانون رہا، نہ مفتی رہے، نہ قاضی رہے۔ جہاں جہاں بھی انگریزوں، فرانسیسیوں، اطالویوں اور ولندیزیوں کی حکومتیں آئیں وہاں خلافت کا پورے کا پورا نظام ختم ہو گیا۔ بالآخر خلافت کا ادارہ جو ترکی میں کم از کم عالمی طور پر (symbolic) ہی سہی موجود تھا وہ بھی بدقتی سے 1924ء میں مصطفیٰ کمال پاشا نے ختم کر دیا۔ علامہ اقبال کو ابتداء میں مصطفیٰ کمال سے بڑی امیدیں تھیں، لیکن آخر وقت میں انہیں بڑی مایوسی ہوئی اور انہوں نے یہ اشعار کہے:

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روحِ شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی!
اور خاص طور پر خلافت کے ادارے کو ختم کرنے پر ان کا یہ
شعر بڑا ہی دروانگیز ہے

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا سادگی اپنوں کی دیکھ اور وہی عیاری بھی دیکھ! اس لیے کہ بعد میں یہ بات کھل گئی کہ یہ یہود کی فری میں تحریک کی سازش تھی اور مصطفیٰ کمال پاشا نے ان کا آلال کار بن کر خلافت کو ختم کیا۔ ہم یہ وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ شعوری طور پر مصطفیٰ کمال پاشا یہودیوں کی اس سازش کو جانتے تھے۔ یہ تو اللہ کے ہاں جوابِ طلبی ہو گی اور وہیں سارا حساب کتاب ہو جائے گا۔

بہر حال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آیت زیر مطالعہ کے حوالے سے سب سے پہلی بات سمجھنے کی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے دوران چار اعتبارات سے آپ کی اطاعت ہو رہی تھی۔ خلافت کا نظام رہے یا نہ رہے، دو اطاعتیں تواب بھی ہو سکتی ہیں، لیکن بقیہ دو اطاعتیں تو ممکن ہی نہیں جب تک کہ خلافت کا نظام قائم نہ ہو۔

اطاعتِ رسولؐ سے روگردانی کا نتیجہ

آیت زیر مطالعہ کا اگلا مکمل اطاعتِ رسولؐ سے روگردانی اور اس کے نتیجے سے متعلق ہے۔ فرمایا: «**فَإِن**

امیرِ نظمِ اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(۰۳ نومبر ۲۰۲۲ء)

جمعرات (۰۳-نومبر) کو مرکزی عالمہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ تربیت و مالیات کے ناظمین سے میئنگز کیں۔ رات کو ”امیر سے ملاقات“ کے پروگرام کی ریکارڈنگ کروائی۔

جمعہ (۰۴-نومبر) کو قرآنِ اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد ازاں فیصل آباد کے لیے روانگی ہوئی۔ بعد نماز مغربِ انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز عشاء قرآنِ اکیڈمی کی مسجد میں ”تعلقِ مع القرآن“ کے موضوع پر خطابِ عام کیا۔ پھر لاہور کے لیے واپسی ہوئی۔

ہفتہ (۰۵-نومبر) کی صحیح کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔ شام کو ایک رفیق کی بیٹی کا نکاح پڑھایا۔

اتوار (۰۶-نومبر) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

سوموار (۰۷-نومبر) کی دو پھر مرکزی اسرہ کے خصوصی اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

منگل (۰۸-نومبر) کو کراچی یونیورسٹی میں ”سیرتِ کافر“ میں بطور مہمان خصوصی خطاب فرمایا۔ شام کو پشاور جانا ہوا۔

بدھ (۰۹-نومبر) کو پشاور میں نصابِ قرآنی کے حوالے سے ایک بڑے پروگرام میں شرکت کی۔ پھر شام کو مردان میں ایک دوسرے پروگرام میں شرکت کی۔ وہاں سے اسلام آباد جانا ہوا اور اسلام آباد سے کراچی واپسی ہوئی۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل آن لائن رابطہ رہا۔

پاکستان میں حالیہ نمائی بیداری کی الگر کی وجہ ہو گئی ہے اور عینی ہر پاپروگ کی طرح جامناللہ ہے لیکن اصل وجہ یہ ہے کہ خواتم پاکستان میں اب کسی صورت میں اسر کی برداشت کو رداشت نہیں کر سکتے ایوب بیگ مرزا

یقیناً بیداری ہونی چاہیے اور شعور بھی ہونا چاہیے لیکن بیداری ذمہ دارانہ ہونی چاہیے اور شعور بھی
قومی مفاد کے تابع ہونا چاہیے: رضاء الحق

عمران خان پر قاتلانہ حملہ اور ملک میں بڑھتی بدآمنی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ زگاروں کا اظہار خیال

گئے ہیں وہ فٹ نہیں بیٹھ رہے تو ان کو نکال دیں لیکن ان کا نام لکھنے سے انکار کر دینا قانون سے روگردانی ہے۔

سوال: عمران خان نے اس واقعہ کی تحقیقات کے لیے چیف جسٹس سے درخواست کی ہے۔ وزیر اعظم نے چیف جسٹس کو خط لکھا اور کہا کہ اس سارے معاملے کی تحقیقات کے لیے ایک جوڈیشل کمیشن بنادیا جائے۔ ابھی پنجاب حکومت نے ایک جے آئی ٹی بنانے کا اعلان کر دیا ہے جو تحقیقات کرے گا کہ اس سارے واقعہ کا ذمہ دار کون ہے۔ اتنے زیادہ فورمز اور ہائی لیوں پر تحقیقات ہو رہی ہیں، کیا ہم ان کی مدد سے معاملے کی طے تک پہنچ پائیں گے؟

رضاء الحق: آپ کے سوال کا جواب دینے سے پہلے میں ایک بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حملہ آور نے اپنے بیان میں کہا کہ میں ڈاکٹر اسرار احمد کو سنتا تھا۔ میں آن دی ریکارڈ بات کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ڈاکٹر اسرار احمد کی کسی بھی تقریر یا تحریر میں معاشرے کے کسی بھی فرد یا طبقے کو اشتعال دلانے کے لیے کوئی بات نہیں کی گئی۔ اگر کوئی ڈاکٹر صاحب کو سنتا تھا اور اپنے غیر قانونی فعل کو ان سے جوڑنا چاہتا ہے تو وہ کذب بیانی سے کام لے رہا ہے۔ جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو جب ہم اپنے ملک کی تاریخ میں بنی ہوئی جے آئی ٹیز (بشمول انکواری کمیشنر یا جوڈیشل کمیشنر) کو دیکھتے ہیں تو ان کی تاریخ کوئی اتنی تباہا ک نہیں ہے۔ لیاقت علی خان کی شہادت، اگر تھے سازش کیس، پھر 1971ء کے سانحہ کے بعد حمود الرحمن کمیشن رپورٹ، میموگیٹ سکینڈل وغیرہ کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ عمران خان پر حملے سے پہلے ایک صحافی

بات یہ ہے کہ اس کا تفتیشی اس کو گائیڈ کر رہا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے۔ یعنی اس کی بات کو، اس کے پکڑے جانے کو، اس کو قاتل سمجھنے کو تقریباً 90 فیصد طور پر نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی سطح پر رد کیا جا چکا ہے۔ اس کا اس واقعہ میں اتنا ہی حصہ تھا جو اس نے کیا، اس کے بعد اور پر سے برسٹ آیا۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس سارے منصوبے میں بہت سی غلطیاں تھیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ شوٹر سے غلطی ہوئی کہ اس نے ایک منٹ پہلے شوت کیا جس کی وجہ سے عمران خان کو نیچے

سوال: عمران خان صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا اس کے بعد اذامات کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سارے اندوہنائک واقعہ پر آپ کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: عمران خان پر خاص طور پر لانگ مارچ کے دوران حملے کے خطرے کی خبریں کئی اطراف سے گردش کر رہی تھیں اور خود عمران خان بھی یہ بات بار بار کہہ رہے تھے کہ مجھ پر حملہ کرنے کی پلانگ کی جارہی ہے اور اس حوالے سے میں نے ویڈیو بھی ریکارڈ کر دی اسے ہے کہ مجھ پر حملہ ہو گا اور اب وہ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ یہ حملہ انہی دنوں میں ہونا تھا جن دنوں میں ہوا ہے۔ لیکن اس

بیٹھنے کا موقع مل گیا حالانکہ شوٹر سمیت سب نے یکبارگی شوٹ کرنا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ ماسٹر مائیڈ کوئی اور ہے جس کا پورا پلان تھا۔ ہم نہیں کہتے کہ یہ کس نے کیا ہے۔ لیکن یہ بات بالکل کھل کر سامنے آگئی ہے کہ اس آدمی نے وہ رول ادا کیا ہے جو اس کو کہا گیا تھا۔ بلکہ وہ رول بھی اس نے صحیح طریقے سے ادا نہیں کیا اور بعد میں بیان بھی بدلتا رہا۔ وہ کہتا تھا کہ یہ اذان کے دوران گانے لگاتا تھا اس لیے میں نے گولی ماری اور اس کے محلے دار کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو خود بھی مسجد میں جاتے نہیں دیکھا، یہ توجعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں پڑھتا۔ لہذا اس بندے کے پکڑے جانے اور اس کے بیانات سے دوسروں پر اصل شبہات پڑے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ جس پرانگی عمران خان نے رکھی دی ہے ان کو ہی سمجھ لیا جائے کہ یقیناً وہی مجرم ہیں۔ لہذا ہونا یہ چاہیے کہ قانونی طور پر پہلے تفتیش کی جائے، ساری معلومات حاصل کی جائیں اور پھر اس کے بعد جائزہ لیں کہ جن کے نام لیے

عمران خان نے واقعہ کے فوری بعد رانا شاء اللہ، شہباز شریف اور فوج کے ایک مجرم جزل پر الزام لگادیا کہ یہ ان کا کام ہے۔ یقیناً یہ ان کا حق تھا کہ ایف آئی آر میں کسی کا نام لکھوادیتے کیونکہ پہلی معلوماتی رپورٹ میں آپ کسی کا نام لکھواد سکتے ہیں۔ پھر شوٹر کے پکڑے جانے نے زیادہ شکوک و شبہات پیدا کیے اور اب ہر ذی شعور سمجھ گیا ہے کہ بات کیا ہے۔ اندازہ کریں کہ وہ شوٹر پکڑا جاتا ہے، آدھے گھنٹے کے اندر اس کی ویڈیو بن جاتی ہے جس میں وہ اعتراف کر لیتا ہے۔ حالانکہ اس طرح کبھی نہیں ہوتا۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ طوطا ہے جس کو پہلے جو کچھ رثا دیا گیا ہے اور وہ وہی بات کہتا گیا جو اس کو کہا گیا اور مزے کی

ضمیر اور شعور نے اسے تسلیم کر لیا۔ اس کے مقابلے میں عرب اسپرنگ کا معاملہ بالکل مختلف تھا وہ ایک شخصی حکومت یا کسی ایک شخص کے بر اجمن ہو جانے کے خلاف تھا۔ وہاں آمر کافی عرصے سے حکومتیں کر رہے تھے اور یقیناً اس میں بیرونی قوتوں نے بھی مداخلت کی کہ تمہارے ملک میں جمہوریت ہونی چاہیے۔ تیونس میں پھل فروش نے خود کو جلالیا تھا اور اس پر غریب اور امیر کا مسئلہ بن گیا، پھر حاکم اور حکوم کا مسئلہ بن گیا اور لوگ باہر نکلے اور بیرونی طاقتیں ہمیشہ اس طرح کے معاملے میں پیچھے ہوتی ہیں۔

رضاء الحق: عرب اسپرنگ کی تاریخ کا جائزہ لیں تو پھلی صدی میں اس طرح کی تحریکیں یورپیں ممالک میں بھی نظر آتی ہیں۔ سول رائٹ، سماجی تحفظ اور فیمنزم کے نام پر تحریکیں چلیں۔ یعنی مختلف طریقہ کا استعمال کیا گیا۔ پھر گلوبل ڈیپ سینیٹ جیسی قوتوں نے ان ایشور سے فائدہ ضرور اٹھایا۔ موجودہ دور میں سوشن میڈیا سب سے بڑا تھیار ہے جس کے ذریعے بات جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتی ہے اور پھر جھوٹ، بہتان اور گالی گلوچ جیسی معاشرتی براہیاں اس کے ذریعے عام ہو چکی ہیں۔ ہمارے معاشرے کی اقدار بھی پامال ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ پھر عوامی بیداری کی لہر میں ایک طرف لوگ زیادہ ہیں اور دوسری طرف لوگ کم ہوتے ہیں اور دونوں اطراف کے لوگ ایک دوسرے کی بات سننے کو تیار نہ ہوں تو اس طرح کی صورت حال کے نتائج بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ تیونس اور مصر کی صورت حال ہمارے سامنے ہے۔ مصر ایک ایسا ملک تھا جہاں عرب اسپرنگ کے بعد اخوان المسلمون کی ایک اسلامی حکومت آگئی تھی لیکن مغرب کو وہ پسند نہیں تھی لہذا انہوں نے فوراً اس کا راستہ روکا اور اس کی جگہ آمر کو دوبارہ لے آئے۔ چین اور روس سوشن میڈیا کی سنسنر شپ کے حوالے سے بہت زیادہ کام کر رہے ہیں جبکہ ہم مکمل سنسنر شپ کے بالکل قائل نہیں ہیں لیکن اس کے لیے کچھ اصول لازمی بنانے پڑیں گے کیونکہ سوشن میڈیا کو بے ریگام گھوڑے کی طرح نہیں چھوڑا جاسکتا۔ یقیناً بیداری ہونی چاہیے اور شعور بھی ہونا چاہیے لیکن بیداری ذمہ دارانہ ہونی چاہیے اور شعور بھی قومی مفاد کے تابع ہونا چاہیے۔ ہماری لیڈر شپ کو بھی عوام کو بیدار کر کے ان کی راہنمائی کرنی چاہیے ورنہ عوام افراتفری کی طرف جا سکتے ہیں جس میں کوئی خیر نہیں ہوتی۔

سوال: وزیر آباد کے واقعہ کے بعد اب پیٹی آئی نے

غیر مقبول ہو گئے تھے وہ ایک دم مقبول ہو گئے، اس کی وجہ نہ مہنگائی ہے نہ عرب اسپرنگ کی طرح کی کوئی وجہ ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے عوام کا شروع سے ایک رجحان رہا ہے کہ وہ امریکہ جانے میں تو بڑے خوش ہوتے ہیں، وہاں تو گھر کا سامان پیچ کر جاتے ہیں لیکن سیاسی لحاظ سے امریکہ سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں شروع سے ایک بات بیٹھی ہوئی ہے کہ امریکہ ہمارے اندر وی فی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے۔ چونکہ اس دفعہ پھلی حکومت کے خلاف یہ مداخلت بڑی کھلی اور عیاں طور پر ہوئی تھی اس لیے عوام نے اس پر شدید ری ایکٹ کیا۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مہنگائی کی وجہ سے یہ بیداری ہے تو ان سے پوچھنا چاہیے کہ ایک رات میں تو کچھ نہیں ہوا

اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں دو چیزیں لازماً ہوئی چاہیں۔ ایک عدل، جو اسلام کا پیچ ورثہ ہے۔ دوسرا لوگوں کی جان، مال، عزت و آبرو کا تحفظ۔ آئین پاکستان بھی اس کی گارنی دیتا ہے۔

تحا۔ جس دن عمران خان کی حکومت ختم ہوئی اس دن وہ غیر مقبول تھے اور اگلے دن لوگ ان کے حق میں سڑکوں پر نکلے ہوئے تھے تو کیا یہ مہنگائی کا اثر تھا۔ نہیں! اصل میں عمران خان عوام کے ذہن میں یہ بٹھانے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ میرے ہٹائے جانے میں غیر ملکی قوت ملوث ہے۔ یہ صحیح تھا یا غلط لیکن عوام نے اس بیانیہ کو سو فیصد قبول کر لیا۔ لہذا عوام بڑی جوش و خروش سے نکلی اور اس نے وہ کرد کھایا جس کی کوئی امید ہی نہیں تھی۔ جس طرح کی غیر مقبولیت پیٹی آئی حکومت کی ہو چکی تھی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ عوام اس کو دوبارہ قبول کریں گے، صورتحال یہ تھی کہ کہا جا رہا تھا کہ اب پیٹی آئی والے ہیلمٹ پہن کر باہر نکلیں لیکن ایک دم صورتحال بدل گئی تو اس کی سب سے بڑی وجہ سے عمران کا امریکی سازش والا بیانیہ تھا جس کو عوام نے قبول کر لیا تھا اور عمران نے پھر اس کا پورا فائدہ اٹھایا۔ چنانچہ اس نے جگہ جگہ پچاس جلسوں میں تقریباً پانچ سو دفعہ امریکہ کو برا بھلا کھا اور اس کو اپنے نکالے جانے کا اصل ذمہ دار تھا ایسا۔ چاہے امریکہ مخالف بیانیہ غلط ہی ہو یا یہ عمران خان کا خود ساختہ بیانیہ ہو لیکن عوام کے

ارشد شریف کو کینیا میں قتل کیا گیا۔ وہاں انکو اڑی کے لیے ایک ٹیم بھیجی گئی ہے اس سے پہلے حامد میر کے اوپر بھی ایک حملہ ہوا تھا۔ یعنی بہت سارے صحافیوں پر حملہ ہوئے اور ان کو گولیاں مار کر زخمی بھی کیا گیا۔ حامد میر کے کیس میں ایک بڑا ہائی پاور کمیشن بنا یا گیا تھا لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ سامنے نہیں آسکا۔ اب ایک سابق وزیر اعظم پر قاتلانہ حملہ کوئی چھوٹا واقعہ نہیں ہے اس کو انتہائی سیریس لینا چاہیے۔ اسی طرح سانحہ کا رساز اور لیاقت باغ میں بے نظیر بھٹو کی نارگٹ کلنگ جیسے واقعات پاکستان میں ہوتے رہے ہیں۔ اب اگر جو ڈیشل کمیشن بنتا ہے تو چاہیے کہ واقعہ میں ملوث تمام لوگوں سے تحقیقات کی جائیں، سلیکنڈ لوگوں سے نہیں۔ جیسا کہ حملہ آور شخص پکڑا گیا ہے، اگر اس کے کوئی پشت پناہ ہیں تو ان کو بھی قرار واقعی سزا دی جائے۔ اگر تو غیر جانبدار اور شفاف تحقیقات ہوتی ہیں تو یقیناً اس کا فائدہ ہو گا لیکن ہمارا نظام ایسا ہے جس میں کسی کمیشن کے نتائج سامنے نہیں آتے۔ البتہ دونوں اطراف (حکومت اور اپوزیشن) سے الزام تراشی کا معاملہ بہت زیادہ ہے اور سیاسی ٹمپر پر جس قدر بڑھا دیا گیا ہے اس میں ملک و قوم کا نقصان زیادہ ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا میں بھی صاف تقسیم نظر آ رہی ہیں اور سوشن میڈیا پر توبات گالم گلوچ تک پہنچ چکی ہے جو کسی طرح زیب نہیں دیتی۔

سوال: کہا جا رہا ہے کہ پھلے چند برسوں سے سوشن میڈیا کے ذریعے عوامی بیداری کی ایک بھرپور مہم چلی ہے جس سے عوامی بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے۔ اسی طرح کی عوامی بیداری کی لہر عرب اسپرنگ کے نام سے بھی پیدا ہوئی تھی جس کے نتیجے میں وہاں پر رجیم چینچ ہوئیں۔ کیا پاکستان میں بھی اس طرح کی صورت حال پیدا کر کے بد امنی کی صورت پیدا تو نہیں کرنے کی کوشش کی جا رہی؟ **ایوب بیگ مرازا:** میں سمجھتا ہوں کہ عرب اسپرنگ جو تیونس سے شروع ہوئی تھی اور پاکستان کی عوامی بیداری کی لہر میں فرق ہے۔ دونوں کا پس منظر بہت مختلف ہے۔ بہت سے لوگوں کے خیال میں موجودہ حکومت مہنگائی دور کرنے آئی تھی لیکن دور نہیں کر سکی اس لیے عوامی بیداری کی لہر پیدا ہوئی۔ میرے خیال میں یہ کوئی مضبوط وجہ نہیں ہے۔ اصل میں عرب اسپرنگ کے پیچے جو لوگ تھے وہ پاکستان کی موجودہ عوامی بیداری کی لہر کے خلاف ہیں۔ اور عوام نے اتنا بڑا یورپ لیا ہے کہ جو عمران خان انتہائی

دعائے مغفرت اللہ تعالیٰ علیہ الْجَنَاحُون

☆ حلقہ اسلام آباد کے سینئر رفیق ریاض حسین کے بڑے بھائی اور رفیق تنظیم آزاد حسین وفات پا گئے اور ریاض حسین کے بھانجے کا بھی انتقال ہو گیا۔

برائے تعزیت: 0332-5357269

☆ حلقہ بلوچستان کی مقامی تنظیم کوئٹہ جنوبی کے مبتدی رفیق محمد ظاہر خان وفات پا گئے۔

☆ حلقہ اسلام آباد، بہارہ کہو کے رفیق مطیع الرحمن کے والدوفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0344-5010831

☆ حلقہ فیصل آباد کے رفیق اور انچارج مکتبہ قرآن اکیڈمی فیصل آباد بلاں اشرف کے والدوفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0322-6007203

☆ تنظیم اسلامی ملتان شہر کے نقيب محسن افضل کی نواز اسیدہ بھی وفات پا گئی۔

برائے تعزیت: 0304-8082060

☆ تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق ندیم مصطفیٰ صدیقی کے جوان سال بھیجے کا انتقال ہو گیا ہے۔

برائے تعزیت: 0300-6346269

☆ حلقہ ملائکہ، مقامی تنظیم دارودڑہ کے مبتدی رفقاء میاں انعام علی شاہ اور میاں اصغر علی شاہ کے بھائی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ ملائکہ، مقامی تنظیم واڑی کے ملتزم رفیق اور نقيب اسرہ فرید اللہ کا پانچ سالہ بیٹا وفات پا گیا۔

☆ حلقہ بلوچستان کے ملتزم منفرد رفیق خدا بخش زہری کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

☆ امیر حلقہ سرگودھا کے معاون شادی بیگ کے پچھا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0332-7654969

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَأْرْحَمْهُمْ وَأَدْخِلْهُمْ فِي رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيرًا

پھر آگے چلیں گے وگرنہ ہم مذاکرات نہیں کریں گے۔ حکومت بھی ساتھ ساتھ بیانات دے رہی ہے کہ 13 اگست سے ایک دن پہلے بھی اسے ملی نہیں توڑی جا سکتی اگر ایسے بیانات ہوں گے تو مذاکرات کی دعوت ہی بیکار ہے۔

سوال: لانگ مارچ کے دوران ہی اعظم سواتی کا واقعہ رونما ہوا اور ان کی بڑی دردناک کہانی سامنے آئی جس میں ان پر تشدد اور خفیہ ویڈیو بھی شامل ہے۔ ایسے واقعات ہمارے معاشرے کو کس طرف لے جا رہے ہیں اور ان کا حل کیا ہے؟

رضاء الحق: اس طرح کی ویڈیو یوز اور آڈیو یوز بنانے کا معاملہ گزشتہ آٹھ دس سال میں بہت بڑھا ہے۔ اعظم سواتی سے پہلے شہباز گل کا واقعہ ہوا۔ پھر ایک نجی صاحب کی ویڈیو بھی سامنے آئی۔ سابقہ چیئر میں نیب کی ویڈیو بھی سامنے آئی۔ پھر چار پانچ ماہ پہلے مریم نواز صاحبہ نے بیان دیا تھا کہ میں گھر میں ناٹ لباس میں تھی تو نیب کی ایک ٹیم انکو اڑی کے لیے آئی تھی اور میری بھی ویڈیو بنائی گئی تھی۔

بہر حال یہ کام وہ کر سکتے ہیں جن کے پاتحوں میں انتظامی طور پر نگرانی کے وسائل اور ان مقامات تک کھلی رسائی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں نہیں، تینوں کو عقل سے کام لینا چاہیے۔ ان کو بھی جو ملک میں مخصوص طاقت کے حامل ہیں۔ ہم ایک اسلامی ملک ہیں۔ پاکستان تو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے، ماضی قریب میں ریاست مدینہ کا نام لیا گیا۔ پاکستان میں دو چیزیں توہ صورت میں ہوئی چاہیے۔ ایک عدل، جو اسلام کا کچھ وردہ ہے۔ دوسرا لوگوں کی جان، مال، عزت آبرو کا تحفظ۔ آئین پاکستان بھی اس کی گارنٹی دیتا ہے۔ حالیہ دونوں میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے چیف جسٹسز نے کہا ہے کہ اس ملک میں لگتا ہے کہ عوام کے لیے قانون اور ہے اور اشرافیہ کے لیے قانون اور ہے۔ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں اگر ان دونوں چیزوں پر عمل نہیں ہو رہا تو پھر ایسے واقعات لازمی ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اصل حل یہی ہے کہ ہم اپنی بنیاد کی طرف لوٹ کرو اپس آئیں اور پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنائیں تب ہی ہم آگے بڑھ سکیں گے۔



قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

مانس عمران لانگ مارچ شروع کیا ہے اور طے پایا ہے کہ عمران خان رو اولینڈی میں جوان سن کریں گے۔ کیا اس لانگ مارچ کے ذریعے پیٹی آئی اپنے مقاصد اور اہداف حاصل کر پائے گی؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک لانگ مارچ کو لاحق خطرات کا تعلق ہے تو وہ اپنی جگہ قائم ہیں۔ پیٹی آئی کو خطرات لاحق ہیں، حکومت کو بھی اور پاکستان کو بھی۔ اس کے کیا نتائج نکلتے ہیں اس کو بالکل ہم خطرے سے باہر قرار نہیں دے سکتے۔ جمہوری نظام کی بات کریں تو وہ توہم سمجھتے ہیں کہ اسے خطرہ نہیں ہونا چاہیے۔ ویسے نظام کی بات کرتے ہیں تو اس دن دوپھوں گا جس دن یہ فرسودہ نظام زمین بوس ہو گا۔ لیکن اس کو کسی مارشل لاءے سے replace نہیں کرنا چاہیے۔ اس وقت حکومت اور پیٹی آئی کے درمیان بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پیٹی آئی فوری طور پر ایکشن کا اعلان چاہتی ہے جس کے تین ماہ بعد ایکشن ہوں گے جبکہ حکومت اس معااملے کو اکتوبر تک لے جانا چاہتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو دونوں اطراف سے ضد بازی اور انا کا مسئلہ ہے ورنہ صرف چھ ماہ کا فرق ہے جس میں درمیانی راستہ نکالا جاسکتا ہے اور میں یا جوں میں ایکشن ہو سکتے ہیں۔ جہاں تک پیٹی آئی کے اہداف کا معااملہ ہے تو اس کا ہدف صرف ایکشن نہیں ہے بلکہ اس کے دیگر اہداف بھی ہیں۔

سوال: نگران سیٹ اپ، اہم تقریری اور ایکشن کمیشن کو تبدیل کرنا، کیا پیٹی آئی کے خفیہ اہداف ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: نگران حکومت آئین کے مطابق آئی ہے۔ وہ دونوں مل بیٹھ کر طے کر لیں گے۔ یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ البتہ اہم تقریری ایک بڑا ایشو ہے اور پیٹی آئی کے اہداف میں سے ایک ہدف یہ بھی ہو گا کہ اس میں اُن کی مرضی شامل کی جائے۔ اگرچہ انہوں نے کہہ دیا کہ ہماری طرف سے میراث پر کوئی آجائے ہمیں مسئلہ نہیں۔ لیکن یقیناً ان کی خواہش ہو گی کہ ایسا آرمی چیف آئے جو انہیں بھی ایڈ جسٹ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ ہو کہ کوئی بات مارشل لاء یا خون خرابے کی طرف جائے۔ دونوں پارٹیوں کو عقل سے کام لینا چاہیے اور دونوں کو ٹیبل ٹاک کے ذریعے اس مسئلے کو حل کر لینا چاہیے کیونکہ عمران خان یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے مذاکرات کا جانسہ دیا جا رہا ہے درمیان میں ایکشن کی بات نہیں ہو گی۔ اس کو کہہ دیا جائے کہ ہمارا پہلا پوائنٹ ایکشن ہو گا اگر ہم اس پر رضامند ہو گئے تو



اور یا مقبول جان

میں ہم جنس پرستوں کا سب سے مقبول نعرہ ”میرا جسم میری مرضی ہے“، جس کو عورت مارچ کا مرکز و محور بنایا گیا اور پھر آہستہ آہستہ ٹرانسجینڈر کے نام سے ہم جنس پرست مخلوق کو بھی اس مارچ میں شامل کیا جانے لگا۔ آپ حیران ہوں گے عورت مارچ میں اصل خواجہ سرا شامل نہیں ہوتے تھے، بلکہ وہ ہم جنس پرست بہروپے آتے تھے جو اصل میں مرد مگر خواجہ سرا کا روپ دھارے ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے جب خواجہ سراوں کی نادرا میں رجسٹریشن کے لیے کہا تو ظاہر ہے میڈیا میکل معائشوں ضروری تھا اس لیے پورے ملک میں صرف چار ہزار خواجہ سرا جسٹرڈ ہوئے تھے۔ لیکن یہ این جی اوز لاکھوں کا دعویٰ کرتی پھرتی ہیں۔ این جی اوز کی مہم اور الیکٹرانک میڈیا میں ہمدردوں کی سرپرستی کے بعد ایک اور راستے سے بھی حملہ کیا گیا تاکہ عوام میں ہم جنس پرستی کو آہستہ آہستہ قابل قبول بنایا جائے۔ یہ فلم اور ڈراما ہے، جس کے ذریعے ایسے بہروپیوں کو قابل عزت (Glorify) کیا جاتا ہے۔ پاکستانی ڈراما گزشتہ بیس سال سے اس ملک کے عوام کی اخلاقیات سے کھیل رہا ہے۔ مقدس رشتہوں کے آپس میں عشق کی داستانیں مسلسل ڈراموں میں دکھائی جاتی رہی ہیں۔ لیکن ہم جنس پرستی کو ڈھکے چھپے طریقے سے ہی دکھایا جاتا تھا۔ پاکستان میں ثانیہ سعید کا دو عورتوں کی آپس میں محبت کا ڈراما دراصل بھارت میں 1996ء میں بننے والی شبانہ عظمی کی فلم ”فائر“ کی طرح معاشرتی اخلاقیات کے بر عکس ہم جنس پرستی کو تکریم دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ بھارت میں تو کیا ہندو، بیساکی اور کیا سکھ، مسلمان سب نے اس فلم پر احتجاج کیا اور سنسر بورڈ نے اس پر پابندی لگادی بلکہ آج ایسی پندرہ فلموں پر وہاں پابندی لگائی جا چکی ہے۔ لیکن پاکستانی ڈراما خاموشی سے گزر گیا۔ یہاں سے حوصلہ لیتے ہوئے اب اس موضوع پر ایک بے باکانہ فلم ”جوائے لینڈ“ بنائی گئی ہے۔ جس طرح پاکستان کے ٹرانسجینڈر ایکٹ کا علم اس وقت ہوا جب اسے ہم جنس پرستوں کے حقوق کے نگہبان انٹرنشنل کمیشن آف جیورسٹ نے اسے ایشیا بھر میں ہم جنس پرستوں کی سب سے بڑی کامیابی قرار دیا۔ اسی طرح اس فلم کا بھی ڈنکا، اس وقت بجا جب اس فلم کو ہم جنس پرستی ”LGBT“ پر بنائی جانے والی

وفاقی شریعت کورٹ کے اندر اور باہر پاکستان میں مظلوم خواجہ سراوں کے حقوق کی سب سے بڑی علمبردار اور پیدائشی خواجہ سرا حاجی الماس بولی نے ڈنکے کی چوٹ پر کہا کہ پورے پاکستان میں خواجہ سرا کے نام پر آج تک جتنے لوگ بھی قتل ہوئے ہیں، ان میں سے ایک بھی خواجہ سرا نہیں تھا، بلکہ وہ بہروپے تھے، جو اپنی ہم جنس پرستی کی تسکین کے لیے خواجہ سرا کا روپ دھارے ہوئے تھے۔ جب ان کا پوسٹ مارٹم ہوا تو وہ سب مکمل مرد نکلے۔ لیکن ہمارا سیکولر، لبرل اور مغرب پرستانہ اقدار کے ہاتھوں ہکا ہوا میڈیا، انہیں مظلوم بنا کر اس لیے پیش کرتا ہے تاکہ اس مظلوم خواجہ سرا کیونٹی کی آڑ میں ہم جنس پرستوں کو عزت دی جائے۔ حاجی الماس بولی نے عدالت سے درخواست کی کہ ان سب کے پوسٹ مارٹم نکلوائے جائیں۔ لیکن پاکستان کا وہ میڈیا جس کا ضمیر ہی جھوٹ پر ہے وہ اردو خبر میں انہیں ”خواجہ سرا کا قتل“ لکھتا ہے اور انگریزی میں مزید آگے بڑھ کر اسے "Transgender Women Killed" ”ٹرانسجینڈر عورت قتل کردی گئی“، یعنی ایک مرد اگر لباس، وضع قطع اور تراش خراش میں خود کو عورت بنالے تو وہ انہیں خواجہ سرا کہتے ہیں جبکہ اصل میں وہ ایک سرٹیفیکیٹ لاتے ہیں ویسے ہی ہر خواجہ سرا کے کارڈ کے لیے بھی میڈیا میکل سرٹیفیکیٹ ضروری ہونا چاہئے۔ طبقی معائے کی اس ایک شرط سے وہ تمام بہروپے ہم جنس پرست بھاگتے ہیں، مگرئی وہی پران کے وکیل اینکر انہیں مسلسل مظلوم بنا کر پیش کرتے ہیں۔ پاکستان کے میڈیا کی یہی تو منافقت ہے کہ دنیا بھر میں ہم جنس پرست ”LGBT“ کے نام پر کھل کر اپنے حقوق طلب کرتے ہیں اور اس کے لیے لڑتے مرتے ہیں لیکن پاکستانی میڈیا ایک پیدائشی طور پر مظلوم اقلیت خواجہ سرا کے پردے کے پیچھے چھپ کر اپنے مکروہ عزائم پورا کرتا ہے۔ پہلے یہ میڈیا صرف سو شمل میڈیا اور چند ایک مخصوص نظریات والے اینکروں اور این جی اوز تک محدود تھا۔ مگر گزشتہ بیس سال سے عالمی طاقتوں کے فنڈز سے وجود میں آنے والی این جی اوز نے ایک میٹھے زہر کی طرح ہم جنس پرستی کے تصور کو کئی طریقوں سے چھپا کر عوام کی رگوں میں اتارا۔ دنیا بھر کروانے سے روپ دھارتے ہیں اور تیسرے وہ جو مکمل مرد ہوتے، مگر عورت کا روپ دھارتے ہیں۔ یہ دونوں ایک غلیظ اور حرام جنسی زندگی گزارنے کے لیے ایسا کچھ

”سود: حرمت، خبائث، اشکالات“

24۔ بین الاقوامی کشیدگی میں اضافہ:

ملک میں سود کی وجہ سے بڑھنے والی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے مختلف ممالک برآمدات میں اضافے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کرنی کی قدر میں کمی (Devaluation) کا سہارا لیا جاتا ہے تاکہ عالمی منڈی میں برآمدات کی قیمت دیگر ممالک کے مقابلے میں کم کر کے برآمدات میں اضافے کیا جائے۔ مگر چوں کہ دیگر ممالک بھی اس عمل کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے کوئی ملک اس سمت میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔ اس کے نتیجے میں بسا اوقات مختلف ممالک کے درمیان کشیدگی (Tension) پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھ کر جنگ کی شدت اختیار کر لیتی ہے۔

25۔ عبرت ناک بے بسی :

سرمایہ دارانہ سودی نظام سے متاثر ماہرین معاشیات موجودہ معاشی تباہ کاریوں کا علاج اور حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ سود کی پیدا کردہ تباہ کاریوں کا خاتمه سود ختم کیے بغیر ممکن نہیں۔ مگر چوں کہ سود کو دور کرنا نہیں منظور نہیں، اسی لیے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلتے جاتے ہیں۔ ان کے تجویز کردہ بے روزگاری کے تمام علاج گرانی بڑھانے والے اور گرانی کے تمام علاج بے روزگاری بڑھانے والے ہیں۔ لہذا عصر حاضر کی معاشیات کے بڑے بڑے مسائل کے سامنے ماہرین معاشیات کی بے بسی قابلِ رحم بھی ہے اور عبرت ناک بھی۔

26۔ سب سے بڑا خسارہ:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دودھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استعمال کرتی ہے۔ اس سے انسانوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی بر باد ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ داروں کا طبقہ مالی حرام پر عیش توکرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا اور فکر آخرت سے غافل رہتا ہے۔ پھر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حرام کمائی سے پلنے والا جسم جہنم ہی میں جانے کا حق دار ہے۔ (مند احمد) دوسرا طرف غریب کو ضروریاتِ زندگی کی فکر نہ صرف ہر وقت ستائے رکھتی ہے بلکہ آخرت کی تیاری سے بھی بیگانہ رکھتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ حدیث نبوی اَنَّ الْفُقَرَاءِ كَادِيْكُونُ كُفُرًا (بے شک قریب ہے کہ فقر، کفر تک پہنچ جائے) کے مصدق انسان کو مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔ بحوالہ ”سود: حرمت، خبائث، اشکالات“، از حافظ انجیل نوید احمد

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 209 دن گزر چکے!

Quote on Riba

“But the Jews are so hardened that they listen to nothing; though overcome by testimonies they yield not an inch. It is a pernicious race, oppressing all men by their usury and rapine.

If they give a prince or magistrate a thousand florins, they extort twenty thousand from the subjects in payment. We must ever keep on guard against them.”

George Stigler (US Economist who attained Nobel Memorial Prize in Economic Sciences)

فلموں کا سب سے بڑا ایوارڈ دیا گیا جسے ”کوئر پام“ (Queer Palm) کہا جاتا ہے۔ اس فلم کی کہانی پر پہلے ہی بہت سچھ کہا اور لکھا گیا اور جس کی وجہ سے اس پر پاکستانی فلم سنسر بورڈ نے پابندی لگادی۔ مگر عالمی سیکولر، لبرل لایز کا دباؤ اتنا تھا کہ اس پر نظر ثانی کے لیے وزیر اعظم نے ایک کمیٹی بنادی ہے۔ کمیٹی میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس فلم کی باریکیوں کو سمجھے۔ فلم شادی شدہ مرد کے ایک ٹرانسجیندروں کے ساتھ جنسی رومانس کے گرد گھومتی ہے۔ تخلیق کیا گیا ہے کہ تمام ہمدردیوں کا محور وہی نظر آئے۔ میں نے سترہ سال پاکستان ٹیلی ویژن کے لیے ڈراما لکھا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ کیسے کردار تخلیق کئے جاتے ہیں اور کیسے کسی سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اور کیسے کسی منفی کردار سے محبت کا جذبہ اجاد کر کیا جاتا ہے۔

اُردو شاعری کا آدھا خزانہ ہم جنس پرستی کے اشعار پر مبنی ہے لیکن وہ آج تک صرف کتابوں میں محفوظ ہے۔ کیا کبھی کسی نے اسے وہ کورس کا حصہ بنایا۔ کیا میر تقی میر کے ہم جنس پرستی کے اشعار گائے گئے۔ کیا ان شاعروں کے ہم جنس پرست معاشقوں پر فلمیں بنیں۔ سب کو پتہ تھا کہ یہ روئیہ قابلِ عزت نہیں، معاشرتی اخلاقیات کی دھیان بکھیرنے والا ہے، اسی لیے آج تک کسی صاحب علم نے اس کو کبھی عام نہ کیا۔ یہی حال دنیا کے ہر ادب کا ہے۔ لیکن جوائے لینڈ آج آرٹ اور ادب کے نام پر ایک ایسے ہم جنس تعلق کو عزت دے رہی ہے جس پر اللہ کے عذاب آئے اور بستیاں اللہ دی گئیں۔ اگر بھارت میں فائز جیسی پندرہ فلمیں معاشرتی اخلاقیات کو تباہ کرنے کی وجہ سے طاقت کے زور سے روکی جاسکتی ہے تو پاکستان میں جوائے لینڈ کیوں نہیں۔ اقبال نے خوب کہا تھا:

تازہ پھر داشت حاضر نے کیا سحر قدیم
گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوب کلیم
آج ایسے روئیے کو شدھارنے کے لیے وعظ و نصیحت
نہیں بلکہ عصائی موسوی کی ضرورت ہے۔
(بشکریہ روزنامہ ۹۲)



پوسٹ کا لونیل ازم اور طبقاتی نظام

رفیق چودھری

عرض پاکستانیوں کو بیچا لیکن اسی پرویز مشرف کو ہم نے پاکستان سے ہار پہن کر رخصت ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔ پھر ہم نے چند دن قبل شاہ زیب خان کے قاتل شاہ رخ جتوئی کو بھی اعلیٰ عدالت سے باعزت بری ہوتے دیکھا۔ وجہات اور کیس کی نوعیت چاہے کچھ بھی ہوں لیکن یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے کہ جس میں ہمارے سماج کے ”بڑے“ لوگوں کو جرم ثابت ہونے کے بعد بھی کسی قسم کے جرم کے داغ سے ”پاک“ قرار دے دیا گیا ہو۔ مجرم تو یہاں صرف ”چھوٹے“ لوگ قرار پاتے ہیں۔ پاکستان کی جیلوں میں سالوں سال سڑتے ہوئے قیدیوں کی فہرست تیار کی جائے تو ان میں ایک بھی قیدی ”بڑے“ لوگوں میں سے نہیں ہوگا اگر ہوگا بھی تو اس کی نام نہاد ”قید“ عام آدمی کی آزادی سے بھی ہزاروں گناشاہانہ ہوگی اور ایسا ہر گز نہیں ہوگا کہ اس کی قید پر کسی قسم کے جرم کا شائبہ تک ہو۔ اللہ کے آخری رسول ﷺ کا فرمان عالی شان واضح ہے کہ: ”پہلی قومیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ ان کا کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کسی کمزور آدمی سے جرم سرزد ہو جاتا تھا تو اس کو سزا دیتے تھے۔“

صف لفظوں میں اگر کہا جائے تو یہ جملہ ہے کہ ایک اسلامی مملکت کھلانے والی ریاست میں دہرانہ نظام ہو۔ امیر کے لیے الگ، غریب کے لیے الگ۔ حالانکہ اگر ہم اس طبقاتی نظام کی بنیادوں کا حقیقی پس منظر ایک بار جان لیں تو ہمیں اس میں اتنے بڑے فریب نظر آئیں گے کہ جن کو اسلامی کا عنوان دینا ہی سب سے بڑا نہا متصور ہوگا۔ قارئین کی آسانی کے لیے ہم یہاں اس طبقاتی اور دہرے نظام کی بنیادوں کے حقیقی پس منظر کی مختصری جھلک ضرور دکھائیں گے کہ کن حالات میں یہ نظام پروان چڑھا اور پھر آزادی کے نام پر اسی نظام کو عوام پر مسلط کر دیا گیا۔ ہم نے پوسٹ کا لونیل ازم کے دہرے نظام کی بات کی۔ کا لونیل ازم کا لفظی مطلب ہے نئی بستی بنانا۔ یورپی سامراجی قوتوں نے امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ میں واقعی بستیاں بسائیں اور وہاں کی مقامی آبادیوں کا قتل عام کیا اور ان کی تاریخ اور شناخت مٹا کر وہ ملک اپنے نام کر لیے۔ بے شک اسے کا لونیل ازم (نوآبادیات) کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ہندوستان سمیت دوسرے کئی خطہ ہائے ارض جہاں مغربی استعمار بظاہر مستقل قبضہ نہیں کر سکا اور نہ ہی وہاں

سے متصادم یا متصاد کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔ ان وجہات کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ مگر اسی ”اسلامی ریاست“ میں سودی نظام معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ پارلیمنٹ اور سینٹ میں جب حلف اٹھایا جاتا ہے یا عدالت میں گواہی دی جاتی ہے تو قرآن پر حلف اٹھایا جاتا ہے لیکن اسی پارلیمنٹ کے اندر ٹرانس جینڈر جیسے خلاف اسلام قانون بھی پاس ہو جاتے ہیں اور مال و مراعات لے کر جھوٹی گواہیاں اور غیر اسلامی قوانین کی حمایت میں ووٹ بھی دیے جاتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی اسلامی ریاست میں اس طرح کا دہرا قانون اور نظام بھی ہوا ہے کہ ظاہر میں کچھ ہو اور باطن میں کچھ، دکھاوا کچھ اور ہو اور عمل میں کچھ اور، غریب کے لیے قانون کچھ اور ہو اور امیر کے لیے قانون کچھ اور ہو۔ معروف قول ہے کہ ہمارا قانون مکڑی کا ایسا جالا ہے جس میں کمزور اور غریب پھنس جاتا ہے جبکہ طاقتور اور امیر اس جال کو توڑ کر نکل جاتا ہے۔ ہماری جیلوں میں آج بھی یہ قانون موجود ہے کہ امیر اور بااثر لوگوں کو اے کلاس میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کے لیے گھر جیسی سہولیات ہوتی ہیں جبکہ غریب آدمی کے لیے جیل یا قید حقیقی معنوں میں قید ہوتی ہے جہاں انصاف سمیت کوئی سہولیات نہیں ہوتیں۔ بلکہ کئی دفعہ اخبارات میں نمایاں سرخیاں شائع ہوئیں کہ ملزم کو پھانسی کی سزا پر عمل درآمد ہوئے عرصہ گزر گیا اس کے بعد فیصلہ آگیا کہ ”ملزم کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔“ جبکہ بڑے لوگوں کے لیے وہی عدالتیں اتوار کے دن اور رات کے بارہ بجے بھی کھل جاتی ہیں اور جو فیصلہ بڑے لوگ چاہتے ہیں وہ حاصل کر لیتے ہیں۔ ہم نے مبینہ طور پر کئی سو افراد کے قاتل راؤ انوار کو باعزت بری ہوتے دیکھا، پرویز مشرف نے ہزاروں پاکستانیوں کو امریکی جنگ میں مروا یا، حتیٰ کہ فخریہ انداز سے اپنی کتاب میں اعتراف جرم بھی کیا کہ پانچ پانچ ہزار ڈالر کے فتنہ دجال کا لونیل ازم اور پوسٹ کا لونیل ازم کے تحت اپنے آخری ہدف کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اسی فتنے کا ایک شاخانہ یہ دہرا اور طبقاتی نظام ہے جس میں عوام کے لیے قانون کچھ اور ہے جبکہ اشرافیہ کے لیے قانون کچھ اور ہے۔ بظاہر یہ نظام جس قدر خوشنما اور ولفریب ہے اس کا باطن اتنا ہی سیاہ اور کراہیت و شیطنت سے بھر پور ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ طبقاتی نظام سرمایہ دارانہ نظام کا حصہ ہے اور سرمایہ دارانہ نظام کے ذریعے وہ قوتیں دنیا پر حکمرانی کر رہی ہیں جو عالمی و جانی حکومت کے لیے کوشش ہیں۔ انہوں نے اس دہرے نظام کے خدوخال کا لونیل دور میں بڑی منصوبہ بندی اور گھری سوچ بچار کے بعد تشکیل دیے اور پوسٹ کا لونیل دور میں وہ قوتیں اپنے پیدا کیے ہوئے طبقات کے ذریعے اپنے مفادات کا تحفظ تینی بناتی ہیں، بدلتے میں ان طبقات کو بھی آئینی اور قانونی تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اب اس کو ہماری غلطی کہا جائے، جہالت، علمی یا منافقت کہ ہم نے نظام وہی سامراجی رہنے دیا اور اس پر لیبل ”اسلامی“ کا لگادیا۔ ہمارے پارلیمنٹ سمیت مملکت خداد پاکستان کے اکثر بڑے اداروں کی عمارتوں پر سنہری حروف میں کلمہ طیبہ لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ کی عمارت کے باہر ”النصاف کے ترازو“ کے درمیان بڑے حروف میں قرآن کی اس آیت کے الفاظ »فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ« لکھدہ ہیں۔ لیکن اندر فیصلے کا لونیل طاقتوں کے بنائے ہوئے دہرے نظام اور قانون کے تحت ہی ہوتے ہیں۔ پاکستان کے آئین کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے اس نے اسی طرح کلمہ پڑھا ہوا ہے کیونکہ شق نمبر 1 کے مطابق پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ شق A-2 کہتی ہے کہ مملکت خداد اور پاکستان میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور شق نمبر 227 کے مطابق یہاں قرآن و سنت

جبکہ کمزور کے ساتھ کچھ اور ہے۔ غریب بھوک کے مارے کچھ چرا لے تو ساری زندگی جیل میں سڑے گا جبکہ ملک کو لوٹنے والے حکمران بن جاتے ہیں۔

قارئین! ذرا سوچنے کے کالونیل دور کے اس دہرے اور طبقاتی نظام اور قانون پر صرف "اسلامی" کا نائل لگا دینے سے اور پارلیمنٹ اور عدالتوں کی عمارت پر سنہری حروف میں کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھ دینے سے یہ طبقاتی اور استحصالی نظام کیا اسلامی یا عادلانہ ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں! بلکہ ہمیں اگر واقعی عادلانہ اور اسلامی نظام قائم کرنا ہے تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ سامراجی طاقتلوں کے کالونیل مقاصد کے تحت قائم کیے گئے اس طبقاتی، استحصالی اور دہرے نظام کی پوری عمارت کو زمین بوس کر کے اس کی جگہ خالصتاً اسلامی بنیادوں پر اسلام کے عادلانہ نظام کی عمارت کھڑی کی جائے، تب ہی حقیقی آزادی، مساوات اور عدل کے راستے کھلیں گے ورنہ کالونیل دور کی طرح پوست کالونیل دور میں بھی ایک طبقے کے لیے نظام جنت اور دوسرے کے لیے جہنم بنارہے گا اور دوسری طرف پوست کالونیل ازم کے تحت مغربی ایجنسڈا بدستور آگے بڑھتا رہے گا، خلاف اسلام قانون سازیاں ہوتی رہیں گی اور اس سلسلے کا آخری ہدف ایسا عالمی نظام ہو گا جس میں اسلام اور عدل کا نشان تک نہ ہوگا۔ اگر کچھ ہو گا تو صرف ظلم و استحصال ہوگا۔



توحید

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی آج کیا ہے، فقط اک مسئلہ علم کلام روشن اس ضو سے اگر ظلمت کردار نہ ہو خود مسلمان سے ہے پوشیدہ مسلمان کا مقام میں نے اے میر سپہ، تیری سپہ دیکھی ہے قل ہو اللہ، کی شمشیر سے خالی ہیں نیام آہ، اس راز سے واقف ہے نہ ملا، نہ فقیہ وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دور کعت کے امام (علامہ اقبال)

ہونے لگی تو انہیں تربیت اور اسلحہ دے کر آہستہ آہستہ کمپنی نے اپنی فوج تیار کرنا شروع کی۔ پھر غداروں کی اسی فوج کو استعمال کر کے کمپنی نے ہندوستانی علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کیا اور مزید قبضوں کے لیے غداروں کی فوج کو خبر رسانی اور مخبری پر معمور کیا۔ جو جو علاقوں کمپنی کے قبضے میں آتے گئے وہاں کمپنی نے اپنے وفاداروں کو بسانا شروع کیا۔ خاص طور پر جو جتنا بڑا غدار، ڈاکو، وطن فروش اور مخبر تھا اسے اتنا ہی بڑا خطاب دیا گیا اور اتنی ہی بڑی جاگیریں اور مراعات دی گئیں۔ یوں چوروں، نوسرازوں، ٹھگوں، وطن فروشوں، غداروں اور بیچوں کے لیے غداری اور وطن فروشی نہ صرف منافع بخش پیشہ ٹھہرا بلکہ ان کے "سنہری"، مستقبل کا ضامن بھی بن گیا۔ یہاں تک 1857ء کی جنگ میں انہی غداروں کی فوج کی مدد سے فرنگی وہ جنگ جیتنے میں کامیاب ہو گیا جو محب وطن لوگوں کے لیے آزادی کی جنگ تھی لیکن فرنگی اور اس کے وفادار آج بھی اسے "غدر" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آزادی کی جنگ لڑنے والے محب وطنوں کی زمینوں پر، ان کے روزگار پر، ان کی تجارت پر، ان کی زراعت پر، ان کے کھیتوں اور کھلیانوں پر، ان کی تاریخ اور شناخت پر وہ لوگ قابض ہو گئے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تربیت یافتہ جاسوس، ایجنسٹ، ٹھگ، نوسراز، چور، فراڈیے، وطن فروش اور غدار تھے۔ انگریز کے ان وفاداروں اور وطن کے غداروں کے تحفظ کے لیے سکیورٹی ادارے قائم کیے گئے جن میں پولیس کا ادارہ بھی شامل تھا جس کا اصل کام انگریز کے ان وفاداروں کا تحفظ کرنا اور محب وطن مزاحمت کاروں کی مزاحمت کو کچلننا تھا۔ اسی طرح عدالتی نظام جو انگریزوں نے قائم کیا اس میں انگریز کے وفاداروں کے لیے الگ قانون تھا جن کے مخالفین کے لیے الگ قانون تھا۔ انگریز کے وفادار جتنا بڑے سے بڑا جرم بھی کیوں نہ کر لیں اول تو پہنچے نہ جاتے تھے اگر عوامی دباو یا رکھاؤ کے لیے گرفتار کر بھی لیے جائیں تو انہیں جیلوں میں عام قیدیوں کی ساتھ نہیں بلکہ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق بڑے شاہانہ انداز میں رکھا جاتا تھا۔ بالکل وہی قانون آج تک ہماری جیلوں میں نافذ ہے کہ "اے کلاس" کے لیے اعلیٰ سہولیات، "بی کلاس" کے لیے ذرا کم سہولیات جبکہ عام آدمی کے لیے فرش، چٹائی اور دال روٹی وغیرہ۔ اسی طرح عدالتی نظام میں بھی طاقتور کے ساتھ سلوک کچھ اور ہے گوروں کی مستقبل اکثریت آبادیاں ہیں لیکن وہاں کے لیے بھی مغربی سامراج نے کالونیل ازم کا لفظ استعمال کیا۔ آخر کیوں؟ گھر اڑاکے۔ مگر ٹھہریے۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ دنیا پر عالمی دجالی غلبہ کی خواہشمند طاقتیوں نے صلیبی جنگوں میں ناکامی کے بعد سرمایہ دارانہ نظام کو ذریعہ بنانے کا سوچا اور اس کے لیے صنعتی ترقی کو سیڑھی بنایا۔ یورپ میں صنعتی ترقی کی دوڑ شروع ہوتے ہی صنعتی پیداوار کی کھپت کے لیے نئی منڈیوں اور خام مال کے علاقوں کی تلاش شروع ہوئی اور اس تلاش نے ان علاقوں سے خام مال کی لوٹ کھسوٹ اور بالآخر جبری قبضوں کا دروازہ مغرب پر کھول دیا۔ یوں عالمی غلبہ کا ایجنسڈ ابھی ساتھ ساتھ آگے بڑھا۔ چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی بھی پہلے تجارتی روپ میں آئی اور بعد ازاں برطانوی سامراج کی شکل میں منجھ ہوئی۔ کمپنی نے آتے ہی جہاں تجارتی معابدے کئے وہاں خام مال کی لوٹ کھسوٹ کے لیے ٹھگوں، نوسرازوں، وطن فروشوں اور غداروں کی کھیپ تیار کرنا شروع کی جو کمپنی کو خام مال کی فراہمی کے لیے چوری، ڈاکہ اور قتل و غارت گری تک سے گریز نہیں کر رہے تھے بلکہ کمپنی انہیں اس کام کے لیے باقاعدہ اسلحہ، تربیت، سکیورٹی اور اہم معلومات دے رہی تھی۔ یہ چور، لٹیرے، ٹھگ اور وطن فروش چند ٹکوں کی خاطر ملک سے سونا چاندی، ہیرے جواہرات، اجناس اور مال و دولت دیہاتوں شہروں، قافلوں اور راجواڑوں سے لوٹ کر کمپنی کو پہنچاتے تھے اور کمپنی انہیں انعام و اکرام سے نواز کر مزید غداروں کی فوج اکھٹی کرنے کا راستہ ہموار کر رہی تھی۔ کمپنی نے اس لوٹ کھسوٹ پر ہی بس نہیں کیا بلکہ ساتھ ساتھ مقامی صنعت کو بھی مکمل طور پر تباہ کیا۔ کاری گروں، دستکاروں اور ہنرمندوں کا قتل عام کیا، ان کے ہاتھ اور انگوٹھے تک کاٹے گئے تاکہ مقامی صنعت معدوم ہو جائے اور اس کی جگہ برطانوی مصنوعات لے لیں۔ چنانچہ بہت جلد سوئی سے لے کر جدید اسلحہ تک تمام مصنوعات برطانیہ کی استعمال ہونے لگیں۔ فرنگی سامراج نے مقامی صنعت و حرفت کا دروازہ بند کر کے جہاں جائز ذرائع آمدن کے راستے بند کیے وہاں ناجائز کمائی کے اتنے راستے کھول دیے کہ لوٹ کھسوٹ، چوری، ڈاکہ زنی، قتل و غارت، غداری اور وطن فروشی کی حوصلہ افزائی ہونے لگی۔ چنانچہ غداروں، نوسرازوں، ٹھگوں، چوروں اور وطن فروشوں کی کھیپ جب کمپنی کے پاس جمع

اللہ تعالیٰ کو فراموش کرنے کا تہذیب پر اثر

مولانا ندیم الرشید

بے حد و حساب بیویوں کی اجازت تھی۔ بیوی محض ایک اشناز تھی جس کی خرید و فروخت کی جاسکتی تھی بلکہ وصیت کے ذریعے اسے منتقل بھی کیا جاسکتا تھا۔ بچوں کے حوالے سے اہل اسپارٹا کا رو یہ انتہائی غیر انسانی تھا۔ عورتیں نومولود بچے کو پانی کی جگہ شراب سے نہ لاتیں تاکہ اگر بچہ کمزور ہے تو اسی تجربے سے مر جائے اور اگر تو انہوں نے اور صحت مند ہے تو نج جائے۔ وہ زبردست تہذیب جس کے اعلیٰ ترین دماغوں اور طاقتوں ترین شمشیر زن بازوں کو آج بھی استعارے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے خدا فراموشی اور اس کو بھلا دینے کے باعث اس کا حشر کیا ہوا؟ وہ دنیا سے ایسی مٹ گئی کہ آج اس کے صرف چند کھنڈ رات باقی ہیں جو درس عبرت کے لیے کافی ہیں۔

قارئین گرامی! خدا فراموشی کے بعد زندگی جو ہر انسانی وصف سے عاری ہو کر صرف گھٹیا اور ذلیل اوصاف کا مجموعہ رہ جاتی ہے جو کسی طور اشرف الخلوقات یا نائب خدا و نہ عالم کہلانے کا استحقاق نہیں رکھتی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں اپنے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے غافل شخص اگر تاجر ہو تو لالج، ذخیرہ اندوزی اور منافع خوری کا بدترین مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ فرد اگر مفلس ہو تو کوشش کرتا ہے کہ اپنی مفلسی دور کرنے کے لیے خود کچھ نہ کرے جبکہ دوسروں کی محنت کا پھل خود مفت میں کھائے یہ فرد اگر مزدوری کرتا ہے تو اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتا ہی کرتا ہے لیکن مزدوری پوری چاہتا ہے، یہ شخص اگر دولت مند ہو تو اعلیٰ درجے کا کنجوس اور سنگ دل ہوتا ہے۔ اگر صاحب اقتدار ہیں تو لیٹرا اور بددیانت، اگر مالک ہو تو ایک ظالم اور خود غرض اور اگر نوکر ہو تو کام چور اور بے ایمان۔ اگر خراچی بنادیا جائے تو خائن، اگر حکومت کا صدر یا وزیر ہو جاتا ہے تو شکم پرور، روح سے بے خبر بندہ نفس جو صرف اپنی ذات اور اپنی پارٹی کے نفع کو دیکھتا ہے، اگر لیڈر بن جائے تو اپنی قوم اور وطن کی عزت بڑھانے کے لیے دوسرا قوموں کی عزت و آبرو خاک میں ملانے سے ذرا بھی گریز نہیں کرتا، اسے اگر قانون سازی کا اختیار دیا جائے تو ظلم اور ناصافی کے پھاڑ توڑ نے لگ جاتا ہے اور اگر اس کے دماغ میں صنعت و ایجادات کا ہنر آجائے تو ہلاکت خیز تباہی و بر بادی

تحا بلکہ جزاً آتیجین، ایشاً کو چک (ترکی) صقلیہ اور اطالیہ کی ساحلی نوا آبادیاں بھی اپنے اپ کو یونان کہتی تھیں۔ یہ تہذیب چودہ سو سال قبل مسح میں اپنے عروج پر پہنچی۔ اس تہذیب نے دنیا کو ذہین ترین انسان اور بعض علوم و فنون کی بنیادیں فراہم کیں۔

آج کی مغربی تہذیب دراصل یونانی تہذیب ہی کی بنیادوں پر استوار ہے۔ ایسی زبردست تہذیب خدا فراموشی کے نتیجے میں اس طرح زوال پذیر ہوئی کہ وہ یونان جہاں کل افلاطون، ارسطو، سقراط اور بقراط جیسے عظیم فلسفی، ڈیموستھین جیسے عظیم خطیب اور سکندر اعظم جیسے عظیم سپہ سالار پیدا ہوتے تھے آج وہاں صرف بحری جہازوں کی توز پھوڑ اور مرمت کا کام ہوتا ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ تمام تر علوم و فنون اور تہذیبی ترقی کے باوجود اہل یونان ذہنوں میں اللہ کا ایک تصور تو رکھتے تھے لیکن ان کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے خالی تھے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو فراموش کر دیتا ہے تو اس کی سزا اس انسان کو یہ ملتی ہے کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو بھول کر زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے۔ بظاہر ایسا انسان دنیاوی منافع حاصل کر رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی آخرت کا نقصان کر رہا ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی ظاہری چمک دمک والی کسی حیرتی کی خاطر اپنی ساری جمع پونچی بر باد کر بیٹھے تو ایسے شخص کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ یہ شخص پاگل ہے جو اپنے حقیقی نفع و نقصان کو بھول بیٹھا ہے۔ خدا فراموش شخص اپنی عقل پر نازار ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے بغیر یہ عقل محض ایسے ایسے سماجی مسائل اور پریشانیاں کھڑی کر دیتی ہے، ایسے ایسے اعمال اور افعال وجود میں آنے لگتے ہیں جس سے انسانیت منہ چھپانے لگتی ہے اور پورا معاشرہ تباہی، بر بادی اور زوال کے راستے پر چل پڑتا ہے۔ قدیم یونان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ عہد قدیم میں لفظ یونان محض موجودہ یونان کے لیے ہی نہیں بولا جاتا

یونانیوں کے نزدیک سب سے بڑا معیار خوبصورت اور سُدول جسم تھا۔ چنانچہ ریاست اسپارٹا کی عورتیں برہنہ جلوس نکالتی جس میں وہ ناچتی اور ورزش کرتی تھیں اور مردوں کو تاکید کرتیں کہ وہ ان برہنہ جلوسوں کا ناظراہ کریں۔ مردوں کے بھی برہنہ جلوس نکلتے تھے اور اسی عالم برہنگی میں مذہبی تقریبات انجام دی جاتیں۔ اہل ایتھر زکو

”ان کی طرح مت ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے ان کو اپنے نفسو سے بھلا دیا۔“ سورہ حشر کی آیت 19 کا ترجمہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس مبارک آیت میں خالق کائنات نے انسان کو خدا فراموشی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ خدا فراموشی کا مطلب ہے اپنے معاملات میں خدا ای احکامات سے رہنمائی نہ لینا۔ اللہ اور

اس کے پاک پیغمبر ﷺ کی تعلیمات سے اخراج کر کے اپنی مرضی اور خواہشات کے تابع زندگی گزارنا۔ بندے کا اپنے معبود سے اس طرح کا تعلق دراصل خدا کو فراموش کر دینے یا اس کو بھلا دینے کے مترادف ہے۔

قارئین گرامی! کسی بھی معاشرے کے بگاڑ اور فساد کے بنیادی اسباب میں سے خدا فراموشی ایک بنیادی سبب ہے کیونکہ جب انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی انسان کو فراموش کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی انسان کو فراموش کر دے تو اس کی سزا اس انسان کو یہ ملتی ہے کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو بھول کر زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے۔ بظاہر ایسا انسان دنیاوی منافع حاصل کر رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی آخرت کا نقصان کر رہا ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی ظاہری چمک دمک والی کسی حیرتی کی خاطر اپنی ساری جمع پونچی بر باد کر بیٹھے تو ایسے شخص کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ یہ شخص پاگل ہے جو اپنے حقیقی نفع و نقصان کو بھول بیٹھا ہے۔ خدا فراموش شخص اپنی عقل پر نازار ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کے بغیر یہ عقل محض ایسے ایسے سماجی مسائل اور پریشانیاں کھڑی کر دیتی ہے، ایسے ایسے اعمال اور افعال وجود میں آنے لگتے ہیں جس سے انسانیت منہ چھپانے لگتی ہے اور پورا معاشرہ تباہی، بر بادی اور زوال کے راستے پر چل پڑتا ہے۔ قدیم یونان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ عہد قدیم میں لفظ یونان محض موجودہ یونان کے لیے ہی نہیں بولا جاتا

Human Rights: A Tool for Governing Muslims

By Abu Zakariya

Most Muslims are unaware of the huge role the so called “universal” Human Rights have had on the Muslim way of thinking. Human Rights have in fact played both a secularizing and governing role in the lives of Muslims. In fact, liberalism developed a “distinctive policy for governing Muslim populations” from the colonial era until today.

During the colonial era, Western states came to dominate and occupy territories all over the world in a project they called the “civilizing mission,” i.e., they saw it as their mission to occupy the rest of the world and ‘teach’ them Western liberal values. As we know, this ‘civilizing’ mission led to the ethnic cleansing of local populations like the Aborigines and the American Indians. Yet, to this very day, we are still being told that the Europeans were the civilized ones, and the conquered people were the “barbarians.”

The Western colonizers developed distinct policies for governing Muslim populations known as “Muslim Policy.” Today this policy continues to exist, but it does so under the guise of “human rights,” “religious reform” and “counterterrorism.” We often think that Western rule over Muslim lands ended with the decolonization after World War II. Nothing could be further from the truth.

During the colonial era, Western occupation was very direct. Foreign troops were present, you could see the occupier, and you knew exactly who was doing the oppression. Western elites travelled to Muslim lands and colonized the ‘Orientals.’ After World War II, a

decolonization of former imperial territories took place, and nations were given ‘independence.’ This has led to the misconception that we no longer have imperial rule. That 300 years of empire and colonization has somehow not left its mark on the former colonies. The age of empire may be over, but this has given way to a new form of imperialism, a subtle, more elusive form of indirect rule.

One of the successes of the liberal ideology is that it has forged an image for itself as being against imperialism, authoritarianism, ethnocentrism, and racism. In fact, liberal ideology encourages these things, especially in former colonies where the local populations are deemed as being too unruly and unfit to manage their own affairs. Until they have become completely ‘civilized’ and adopted liberal values wholesale, they cannot rule themselves. Thus authoritarianism, dictatorship and military rule is needed to keep them in place until they have fully surrendered their “premodern” ways. This is why we have dictatorship in Muslim lands.

Shortly after the creation of the UN, the “Universal” Human Rights were declared. In the liberal ideology, human rights are considered to be constantly changing and “progressing.” What was once deemed abhorrent or repulsive may now be seen as “normal” and as a “human right.” For instance, LGBT rights are recognized today as human rights based on the Universal Declaration of Human Rights and other international human

rights treaties.

In order to be part of the international system, Muslim states are expected to "gradually adjust their constitutions and legal codes to incorporate UN human rights legislation." Pressure is applied upon Muslim states to comply, and this is done via NGOs and economic coercion. Western states can apply pressure on 'rogue' states who are in non-compliance with UN Human Rights so that they 'get in line' with the agenda. Threatening harms and offering benefits, Western states demand that non-Western states comply with evolving UN norms, allow NGOs to operate within their borders, cooperate with these NGOs, and heed NGO recommendations. Many scholars have argued that modern global governance resembles colonialism, especially as it relates to Muslims.

In order to not be placed under sanctions? — and for the flow of knowledge, technology and loans from the IMF? — Muslim states have succumbed to the pressure of the international system. This is why we are witnessing so much change within certain 'conservative' Arab countries with "visions" for 2030. The West does not mind authoritarian regimes who keep their populations in check, as long as they liberalize and open up their society to western cultural influence, i.e., "human rights."

We need to be aware of the game that is being played and the 'reformed' and watered-down Islam that it is producing. An Islam that is becoming a tool for the elites to utilize as they please to control the masses and not an Islam that is a threat to the corrupt and wicked.

Source: Monthly, *The Islamic Review*

پھیلانے والے آلات اور زہریلی گیس، بمبار طیارے اور ٹینک یہاں تک کہ ایتم بم بناتا ہے، جس کی ہلاکت سے نہ انسان فتح سکتے ہیں نہ حیوان، نہ کھیت، نہ باغات بلکہ زندہ انسانوں کے شہر آن کی آن میں ویرانوں اور قبرستانوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، کیونکہ جس طرح انسان کے باہر کی دنیا میں بے شمار درندے موجود ہیں اسی طرح انسان کے اندر بھی بے شمار درندے صفات موجود ہیں جو جنگل کے جانوروں سے زیادہ خطرناک اور زہریلی ہیں لیکن ان بلانما صفات کو اللہ تعالیٰ کا خوف باہر نکلنے سے روکے رکھتا ہے بلکہ ان کی تربیت کرتے ہوئے شائستگی اور تہذیب سے آراستہ کر دیتا ہے لیکن جب انسان خدا فراموشی پر اتر آتا ہے تو انسان کی اندر کی بری صفات باہر نکل کر اسے درندہ بنادیتی ہیں جس سے پورا معاشرہ فساد کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ انسان انسان کا شکار ہینے لگتا ہے، آدمی آدمی کے خون کا پیاسا ہو جاتا ہے، اچھے برے، حق ناحق کی تیز ختم ہو جاتی ہے اور انسانی نفس ایک جانور اور شتر بے مہار کی طرح کام کرنے لگتا ہے۔ قرآن کریم ایسے شخص کو کچھ اس طرح بیان کرتا ہے: "کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبدوں بنارکھا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو؟ یا تم یہ نیاں کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں؟ (نہیں) یہ تو چوپا یوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔"

(سورہ الفرقان: 33، 34)

قارئین گرامی! خدا فراموشی ایک ایسا جرم ہے، قدرت جس کی سزا انتہائی بھی انک طریقے سے دیتی ہے۔ انسان مقام انسانی سے گرجاتا ہے اور افراد، معاشرہ اجتماعی طور پر ایسے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں جن کے نتائج پوری تہذیب اور معاشرت کے لیے ایک مکمل برپادی کا پیغام لے کر آتے ہیں۔ ایتھر، اسپارٹا اور مقدونیا کے کھنڈرات اور مصر میں فرعونوں کے آثار آج ہزاروں برس کی کھدائی کے بعد زمین سے باہر نکل کر لوگوں کو یہی پیغام عبرت سنار ہے ہیں۔ اللہ ہمیں غافل ہونے سے بچائے اور اپنی یاد میں لگائے۔



ضرورت رشتہ

☆ سرگودھا میں رہائش پذیر فیض تنظیم کو اپنے بچوں، بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم بی ایس (بائٹنی)، قوم آرائیں..... بیٹا، عمر 30 سال، تعلیم حافظ قرآن، بی ایسی، میڈیسین کپنی سے وابستہ کے لیے سرگودھا اور گرد و نواح سے دینی مزاج کے حامل بچوں کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0300-6126785 0314-9700025

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ بلوچستان کے سابق امیر حلقہ محترم محمد راشد گنگوہی کچھ عرصہ سے شدید علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ أَذْهِبْ إِلَيْنَا رَبَّ النَّاسِ وَأَشْفِ أَنْتَ
الشَّاَفِي لَا شَفَاوْكَ شَفَاَ لَا يُغَادِرْ سَقَمًا

Weekly

Nida-e-Khilafat

Lahore

MULTICAL-1000

Calcium Lactate Gluconate



*Energize the Summer
with Calcium advantage
Takes away Malaise,
Fatigue & Heat Exhaustion*



MULTICAL -1000

micronutrients (Vitamins + Minerals) Add Value to the Patients
Complaining Fatigue, tiredness and Low energy Level



NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

**Your Health
our Devotion**